9

اِسلامیات (لازمی)

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

الصادق مسجد، بہاول پور

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اِسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت نہم

یکساں قومی نصاب 2022ء کے عین مطابق

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

اس کتاب کو پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور نے یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق Align کیا ہے۔ جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

منظور شدہ

منظور شدہ: متحدہ علما بورڈ، پنجاب، لاہور، بمطابق مراسلہ نمبر: ایم یو بی (پی سی ٹی بی/5/2022 /36 (درسی کتب) مورخہ 2022-06-09

تمام مکاتبِ فکر کے علما کرام پر مشتمل، اتحادِ تنظیمات مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارتِ وفاقی تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017 کو بمطابق مراسلہ نمبر E-III/2015/(8)3 نوٹی فائی کیا۔ اس کمیٹی نے "دی علم فاؤنڈیشن، کراچی" کے مرتب کردہ قرآنِ مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

ریویو کمیٹی

- علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی — چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ / مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور
- مفتی شاہد عبید — استاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور
- ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- علامہ ڈاکٹر محمد رشید ترابی — ڈائریکٹر، جامعۃ الواعظین، لاہور
- ڈاکٹر حارث مبین — ڈائریکٹر، ڈیپارٹمنٹ آف قرآن و سنہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ڈاکٹر محمد اکرم ورک — پروفیسر آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، سٹیلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
- ڈاکٹر محمد اویس سرور — صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز، لاہور کینٹ
- ڈاکٹر سلطان سکندر — اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- ڈاکٹر عبد الغفور — سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، مندر روڈ، چنیوٹ
- ڈاکٹر آصف جاوید — گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج فار بوائز، اوکانوالہ بنگلہ، چیچہ وطنی، ساہیوال
- فتح محمد — ایجوکیشن آفیسر، قائد اعظم اکیڈمی فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، میانوالی
- منظور احمد — سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، کوٹ حسین خان، ننکانہ صاحب
- ڈاکٹر فخر الزمان — سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ماہر زبان: پروفیسر طارق حبیب — شعبہ اُردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

تجرباتی ایڈیشن

نگران طباعت:
- ڈاکٹر فخر الزمان — سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
- محمد صفدر جاوید — معاون ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

- ڈائریکٹر (مسوّدات): محترمہ فریدہ صادق
- ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس): سیدہ انجم واصف
- کمپوزنگ: عرفان شاہد، محمد اظہر
- لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ: حافظ انعام الحق

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

فہرست

باب اوّل: قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(الف) ترجمہ قرآنِ مجید	1	(ب) تعارفِ قرآنِ مجید	2
(ج) حدیثِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم	5	منتخب احادیثِ مبارکہ	6

باب دوم: ایمانیات و عبادات

(الف) ایمانیات: (۱) عقیدۂ توحید	9	(۲) عقیدۂ رسالت	14
(۳) ملائکہ، آسمانی کتب اور آخرت پر ایمان	18		
(ب) عبادات: (۱) نماز	21	(۲) روزہ	24

باب سوم: سیرتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(۱) فتح مکہ	27	(۲) غزوۂ حنین	30
(۳) عام الوفود	33	(۴) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا بچپن اور جوانی	37
(۵) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ذوقِ عبادت	41	(۶) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سخاوت و ایثار	44

باب چہارم: اَخلاق و آداب

(۱) شکر و قناعت	48	(۲) امانت و دیانت	51
بُری عادات سے اجتناب، (۱) تکبّر	54	(۲) حسد	57

باب پنجم: حسنِ معاملات و معاشرت

(1) قَسم کے احکام و مسائل	60	(2) گواہی کے احکام و مسائل	63
(3) حُقُوقُ الْعِبَاد	66		

باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

(۱) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	69	(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	73
(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما	77	(۴) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	80
(۵) صحابیات (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُنَّ)	83	(۶) صوفیہ کرام (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِم)	87
(۷) علماو مفکرین (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِم)	92		

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(1) خود اعتمادی و خود انحصاری	96	(2) جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت	99

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

باب اوّل

قرآنِ مجید وحدیثِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ)

(الف) ترجمہ قرآنِ مجید

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ مذکورہ سورتوں کا تعارف اور شانِ نزول جان سکیں۔
☆ مذکورہ سورتوں کا بامحاورہ ترجمہ پڑھ کر سمجھ سکیں۔
☆ تلاوت قرآنِ مجید کے آداب پر عمل کر سکیں۔
☆ منتخب سورتوں میں مذکورہ تعلیمات کو سمجھ کر روزمرہ زندگی میں ان پر عمل کر سکیں۔
☆ سورتوں کے منتخب الفاظ کے معانی جان سکیں۔
☆ سورتوں میں موجود تعلیمات کو سمجھ سکیں۔

جماعت نہم میں طلبہ ترجمۃ القرآن المجید کے مضمون کے تحت قرآنِ مجید کا درج ذیل نصاب پڑھیں گے:

☆ سُوْرَةُ مَرْيَمَ سے سُوْرَةُ الْحَجّ
☆ سُوْرَةُ الْفُرْقَان سے سُوْرَةُ السَّجْدَة
☆ سُوْرَةُ سَبَا سے سُوْرَةُ ص
☆ سُوْرَةُ الْاَحْقَاف

ترجمہ قرآنِ مجید کی تعلیم کے لیے الگ سے مضمون اور پیریڈ مختص کیے گئے ہیں اور اس کا امتحان بھی الگ سے ہوگا، جس کے لیے کُل نمبر پچاس مقرر کیے گئے ہیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ نصاب میں موجود سورتوں میں سے کسی ایک پر تحقیقی مضمون لکھیں۔
☆ نصاب میں موجود سورتوں میں سے کسی ایک سورۃ کے مرکزی مضامین پر مشتمل چارٹ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ترجمہ قرآنِ مجید میں پڑھی گئی سورتوں کے اہم نکات کی فہرست بنوائیں۔
☆ ترجمہ قرآنِ مجید کی تعلیم کا سلسلہ پورا سال جاری رکھیں۔
☆ طلبہ کی قراءت کی درستی کے لیے طلبہ کو کسی معروف قاری کی آواز میں قراءت سنوائیں۔
☆ مسابقہ و مقابلۂ حسنِ قراءت کروائیں اور بہترین کارکردگی کے حامل طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(ب) تعارفِ قرآنِ مجید

قرآنِ مجید کی تدوین اور اس کی حفاظت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ قرآنِ مجید کی حفاظت کے بارے میں جان سکیں۔
☆ قرآنِ مجید کی عالم گیریت کو سمجھ سکیں۔
☆ قرآنِ مجید کی جمع و تدوین کے مراحل کے بارے میں جان سکیں۔
☆ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دور میں قرآنِ مجید کی تدوین کے طریقہ کار کا جائزہ لے سکیں۔
☆ قرآنِ مجید کو ہدایت کا سرچشمہ مانتے ہوئے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

لفظ قرآن "قِرَاءَةٌ" سے ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں، چوں کہ قرآنِ مجید ایسی واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، اس لیے اسے قرآن کہا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام کے ذریعے سے نازل ہوا۔ قرآنِ مجید کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً تیئیس (23) سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ حالات و واقعات اور ضرورت کے مطابق نازل فرمایا۔ یہ کتاب قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے رشد و ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ قرآنِ مجید کا معجزہ ہے کہ اسے پڑھنے والا اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اسے ہر لحہ نئی لذت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

محفوظ ترین کتاب

قرآنِ مجید کی حقانیت کی یہ دلیل ہے کہ اس کا ایک ایک حرف چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود بھی محفوظ ہے۔ قرآنِ مجید کے الفاظ کی طرح اس میں بیان کی گئی معلومات بھی قرآنِ مجید کے اعجاز کی دلیل ہیں۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوئی تھی۔ قرآنِ مجید قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ (سُوۡرَةُ الحجر : 9)

ترجمہ: بے شک ہم ہی نے (اس) ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور بے شک ہم ہی اس کی ضرور حفاظت فرمانے والے ہیں۔

قرآنِ مجید کی عالم گیریت

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور عالم گیر کتاب ہے، جس طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کی

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

رسالت تمام جہانوں کے لیے ہے، اسی طرح آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب بھی تمام بنی نوعِ انسان کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ مجید کسی خاص قوم یا وقت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے۔

عہدِ رسالت میں جمع وتدوینِ قرآنِ مجید

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ طیبہ میں ہی اکثر صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کو قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ قرآنِ مجید کے نزول کے فوراً بعد قرآنی آیات کو لکھوانے کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ طیبہ ہی میں مکمل قرآنِ مجید لکھا جا چکا تھا۔ عہدِ رسالت ہی میں قرآنِ مجید عموماً پتھر کی ان سلوں، چمڑے، کھجور کی چھال اور اونٹ کے شانے کی ایسی ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا جو خاص اسی مقصد کے لیے تیار کی جاتی تھیں۔ یوں قرآنِ مجید عہدِ نبوی ہی میں مکمل حفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف جگہوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔

عہدِ صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ میں جمع وتدوینِ قرآنِ مجید

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی میں اگرچہ قرآنِ مجید مکمل کتابی شکل میں موجود تھا، تاہم حکومتی سرپرستی میں قرآنِ مجید کی نشرواشاعت کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ قرآنِ مجید کو سرکاری سرپرستی میں جمع کرنے کی ضرورت حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے دورِ خلافت میں اس وقت محسوس ہوئی جب جنگ یمامہ میں قرآنِ مجید کے سیکڑوں حُفّاظ کرام شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی، تاہم اس وقت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر مستقبل میں اسی طرح حُفّاظ کرام شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآنِ مجید کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کے مشورے سے قرآنِ مجید کی جمع وتدوین کا آغاز کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کے مشورے سے مشہور قاریِ قرآن حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو اس عظیم کام کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔

حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عہدِ رسالت میں وحی کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے مسلسل اور انتہائی محنت سے قرآنِ مجید کو ایک مصحف کی صورت میں جمع کیا۔ قرآن مجید کا یہ نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے پاس موجود رہا جو آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو منتقل ہوا اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کی شہادت کے بعد اُمّ المومنین حضرت حفصہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا کی تحویل میں آ گیا۔ حضرت عثمان رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے عہدِ خلافت میں جب مختلف قراءتوں اور لہجوں میں قرآنِ مجید کی تلاوت پر اختلاف پیدا ہوا تو انھوں نے اُمّ المومنین حضرت حفصہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا کے نسخے کی مختلف نقلیں تیار کر کے مختلف صوبوں کو بھجوا دیں اور سب مسلمانوں کو ایک قراءت پر متحد کر دیا۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) لفظ قرآن کا معنٰی ہے:

(الف) کثرت سے پڑھی جانے والی کتاب	(ب) صبح کے وقت پڑھی جانے والی کتاب
(ج) محفوظ کتاب	(د) آخری کتاب

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(ii) تمام مسلمانوں کو ایک قراءت اور لہجے پر متفق کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ　(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم　(د) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iii) کس جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ کرام کثیر تعداد میں شہید ہوئے؟

(الف) جنگِ یمامہ　(ب) جنگِ یرموک

(ج) جنگِ قادسیہ　(د) جنگِ جمل

(iv) حکومتی سرپرستی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے قرآنِ مجید کی جمع وتدوین کے لیے سربراہ مقرر کیے گئے:

(الف) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ　(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ　(د) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(v) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جمع کیا جانے والا قرآنِ مجید کا نسخہ کن کے پاس موجود تھا؟

(الف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا　(ب) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا　(د) حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) قرآنِ مجید کا مختصر تعارف قلم بند کریں۔

(ii) قرآنِ مجید ایک عالم گیر کتاب ہے۔ وضاحت کریں۔

(iii) قرآنِ مجید کے قیامت تک کے لیے محفوظ ہونے کی وجہ بیان کریں۔

(iv) قرآنِ مجید کا اعجاز تحریر کریں۔

(v) عہدِ رسالت میں تدوینِ قرآنِ مجید کی وضاحت کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جمع وتدوینِ قرآنِ مجید کے احوال بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ کمرا جماعت میں اعجازُ القرآن کے حوالے سے ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کریں۔

☆ جمع وتدوینِ قرآن کے مختلف مراحل کو چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو قرآنِ مجید کے اعجاز کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔

☆ کمرا جماعت میں قرآن مجید کی جمع وتدوین کے مختلف مراحل کے بنیادی نکات کے بارے میں گروپ کی صورت میں کام کروائیں۔

(ج) حدیثِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ حدیثِ نبوی کی تعریف اور اہمیت بیان کر سکیں۔
- ☆ حدیثِ نبوی کا مفہوم اور فضیلت سمجھ سکیں۔
- ☆ نصاب میں شامل احادیثِ نبویہ کا ترجمہ سمجھ سکیں۔
- ☆ احادیثِ نبویہ میں بیان کی گئی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔
- ☆ احادیثِ نبویہ میں موجود موضوعات کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

حدیث کے لفظی معنیٰ بات اور گفت گو کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ قول اور عمل جس کی نسبت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف ہو، حدیث کہلاتا ہے، یعنی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال، افعال اور تقریر (یعنی کوئی ایسا کام جو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو) کا مجموعہ حدیثِ نبوی کہلاتا ہے۔

حدیثِ نبوی کی اہمیت وفضیلت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ، دین کی تعلیمات کا سرچشمہ اور رشد وہدایت کا ذریعہ ہیں۔ جناب رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے مقاصد میں سے اہم ترین مقصد قرآنِ مجید کی تشریح وتفسیر اور اس کا عملی نمونہ فراہم کرنا ہے۔ قرآنِ مجید کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے حدیثِ نبوی اہم ذریعہ ہے۔ بطور مسلمان ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی احادیث کو اپنی زندگی کے لیے عملی نمونہ بنائیں۔ ہماری زندگی نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال وافعال کے مطابق ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی بات کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ (سُوْرَةُ محمد: 33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سُوْرَةُ الحشر: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول اللہ (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) تمھیں عطا فرمائیں تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

ان آیات سے ہمیں یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ ہمارے لیے زندگی گزارنے کا معیار حضورِ اقدس خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذات گرامی اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال وافعال ہیں، لہٰذا ہمیں اپنی زندگیوں کو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

منتخب احادیثِ مبارکہ

① اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔ (مسند احمد:9153)

ترجمہ: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو اپنے اخلاق میں بہترین ہے، اور ان میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے بہتر ہیں۔

② مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ (سنن ابی داود:4943)

ترجمہ: جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

③ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، فَإِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَ رِزْقَهَا وَإِنْ أَبْطَأَ عَنْهَا، فَاتَّقُوا اللهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، خُذُوْا مَا حَلَّ، وَدَعُوْا مَا حَرُمَ (سنن ابن ماجہ:2144)

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے (اعتدال کے ساتھ) روزی طلب کرو، کیوں کہ کوئی انسان اپنا رزق پورا کیے بغیر نہیں مرے گا اگرچہ اس (رزق کے حصول) میں دیر ہو جائے، چناں چہ اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے روزی طلب کرو۔ جو حلال ہے، وہ لے لو اور جو حرام ہے، وہ چھوڑ دو۔

④ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (صحیح مسلم:6524)

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرے۔

⑤ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ، قَالَ: "اَلشِّرْكُ بِاللهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ" (صحیح مسلم:88)

ترجمہ: رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹ بولنا۔

⑥ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ، مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ (صحیح بخاری:2545)

ترجمہ: تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے ماتحت رکھا ہے، چناں چہ جس شخص کا بھائی اس کے ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان سے وہ کام نہ لو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

⑦ مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ، وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيْهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ (سنن ابی داود:3657)

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

ترجمہ: جس شخص کو کسی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جب کہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے علاوہ ہے تو اس نے اس سے خیانت کی۔

8. اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ (صحیح مسلم:37)

ترجمہ: حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

9. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔ (سنن ابن ماجہ:925)

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے فائدہ دینے والا علم، حلال روزی اور قبولیت والا عمل مانگتا ہوں۔

10. كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ۔ (صحیح مسلم:2564)

ترجمہ: ہر مسلمان پر (دوسرے) مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

1. اَلرَّحْمٰنُ (نہایت مہربان)
2. اَلرَّحِيْمُ (ہمیشہ رحم فرمانے والا)
3. اَلْمَلِكُ (بادشاہ)
4. اَلْقُدُّوْسُ (ہر عیب سے پاک)
5. اَلسَّلَامُ (سلامتی دینے والا)
6. اَلْمُؤْمِنُ (امان بخشنے والا)
7. اَلْمُهَيْمِنُ (حفاظت فرمانے والا)
8. اَلْعَزِيْزُ (عزت اور غلبے والا)
9. اَلْجَبَّارُ (بہت زبردست)
10. اَلْمُتَكَبِّرُ (بہت بڑائی والا)
11. اَلْخَالِقُ (پیدا کرنے والا)
12. اَلْبَارِئُ (عدم سے وجود میں لانے والا)
13. اَلْمُصَوِّرُ (شکل وصورت عطا کرنے والا)
14. اَلْغَفَّارُ (بہت بخشنے والا)
15. اَلْقَهَّارُ (سب پر غالب)
16. اَلْوَهَّابُ (بہت عطا فرمانے والا)
17. اَلرَّزَّاقُ (بہت رزق دینے والا)
18. اَلْفَتَّاحُ (بڑا مشکل کشا)
19. اَلْعَلِيْمُ (بہت جاننے والا)
20. اَلْقَابِضُ (روزی تنگ کرنے والا)

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) کوئی ایسا کام جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ نے خاموشی اختیار کی ہو، کہلاتا ہے:

(الف) صفت (ب) قول (ج) تقریر (د) عمل

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(ii) قرآنِ مجید کی توضیح وتشریح کا پہلا عملی ماخذ ہے:

(الف) حدیثِ نبوی (ب) عملِ اہلِ بیت (ج) عملِ صحابہ کرام (د) عملِ تابعین

(iii) حدیثِ مبارک کے مطابق رزق میں وسعت ہوتی ہے:

(الف) سیر و سیاحت سے (ب) صلہ رحمی سے

(ج) تجارت سے (د) علم حاصل کرنے سے

(iv) غلط مشورہ دینے کو قرار دیا گیا ہے:

(الف) خیانت (ب) گناہ (ج) جھوٹ (د) خود غرضی

(v) گناہِ کبیرہ میں سے ہے:

(الف) بخل (ب) والدین کی نافرمانی

(ج) فضول خرچی (د) اونچا بولنا

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حدیث سے کیا مراد ہے؟

(ii) حضور اکرم خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے عمدہ اخلاق والا کسے قرار دیا ہے؟

(iii) حدیث کی اہمیت سے متعلق قرآنِ مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

(iv) نبی کریم خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے غلط فتویٰ دینے کی کس طرح مذمت فرمائی؟

(v) رزقِ حلال سے متعلق حضور اکرم خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) حدیثِ نبوی کی ضرورت و اہمیت تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ منتخب احادیث کا ترجمہ لکھ کر لائیں۔

☆ مختصر احادیث کا ترجمہ چارٹ پر لکھ کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ طلبہ منتخب احادیث میں سے کس کس پر عمل کرتے ہیں، ایک فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کے کردار کا جائزہ لیں کہ کس حد تک طلبہ احادیثِ مبارکہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔

☆ طلبہ کو احادیث یاد کروا کر تقریری مقابلہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

باب دوم
ایمانیات وعبادات

(الف) ایمانیات

(1) عقیدۂ توحید

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ توحید کا معنیٰ و مفہوم، فرضیت و اہمیت بیان کرسکیں۔
- ☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں توحید کی اقسام جان سکیں۔
- ☆ شرک کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- ☆ شرک کی بنیادی اقسام کے بارے میں آگاہی حاصل کرسکیں۔
- ☆ عملی زندگی میں توحید کے اثرات اور شرک کے نقصانات کا ادراک کرسکیں۔
- ☆ عقیدۂ توحید سے واقفیت حاصل کر کے صرف اللہ پر اپنا ایمان مضبوط کرسکیں۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کو ایک ربّ جانتے اور مانتے ہوئے تمام معاملات میں اُسی سے رُجوع کرسکیں۔
- ☆ شرک کی وعید سے آگاہ ہو کر اس سے دُور رہنے کی شعوری کوشش کرسکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

توحید کے لغوی معنیٰ ایک ماننا اور یکتا جاننا کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات وصفات اور جملہ اوصاف وکمالات میں یکتا اور بے مثل ماننا اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا توحید کہلاتا ہے۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اسی کے حکم کے مطابق چل رہی ہے۔ کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام کمالات کا مالک ہے۔ وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔

اسلامی عقائد میں سب سے پہلے عقیدۂ توحید ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تک اس دنیا میں جتنے انبیا کرام علیہم السلام تشریف لائے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے کی تبلیغ کی۔ کوئی شخص عقیدۂ توحید کے بغیر اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیے بغیر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔

عقیدۂ توحید کی اہمیت

قرآنِ مجید میں عقیدۂ توحید پر بہت زور دیا گیا ہے۔قرآنِ مجید کی ایک سورت کا نام الاخلاص اورالتوحید ہے،جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے۔یہ سورت درج ذیل ہے:

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ (سُوْرَۃُ الْاِخلاص 1 تا 4)

ترجمہ: (اے نبی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔نہ وہ کسی کا باپ ہے۔اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔

عقیدۂ توحید کو تمام اُمورِ دین پر اہمیت اور اوّلیت حاصل ہے۔عقیدۂ توحید کے بغیر کوئی عبادت اور عمل قبول نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اہم ترین حق اس کی وحدانیت پر ایمان رکھنا ہے۔جو شخص عقیدۂ توحید اختیار کر لیتا ہے،اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائیں گے۔عقیدۂ توحید کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ربوبیّت،اُلوہیّت،اسما اور صفات میں اکیلا اور یکتا تسلیم کیا جائے۔

عقیدۂ توحید کی اقسام

(1) توحیدِ ربوبیّت

توحیدِ ربوبیت یہ ہے کہ انسان اس بات پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک اور رازق ہے۔اس میں کوئی اور اس کا شریک نہیں ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ ثُمَّ رَزَقَکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّفۡعَلُ مِنۡ ذٰلِکُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۴۰﴾ (سُوْرَۃُ الرُّوم: 40)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر اس نے تمھیں رزق عطا فرمایا پھر وہ تمھیں موت دیتا ہے پھر وہی تمھیں زندہ فرمائے گا،کیا تمھارے شریکوں میں (بھی) کوئی ایسا ہے؟ جو ان میں سے کوئی (بھی) کام کر سکتا ہو،وہ (اللہ) پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے،جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

(2) توحیدِ اُلوہیّت

توحیدِ اُلوہیّت سے مراد یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور اس کی عبادت میں کوئی اس کا شریک نہیں،یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا قطعاً جائز نہیں اور پھر پوری زندگی اس کے احکام کے تحت گزارنا توحیدِ اُلوہیّت ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (سُوْرَۃُ الکہف: 110)

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

ترجمہ: تو جو شخص اپنے ربّ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(3) توحیدِ اسما و صفات

اللہ تعالیٰ کو اس کے اسما اور صفات میں یکتا اور تنہا ماننا توحید اسما و صفات ہے، یعنی اعتقاد رکھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے واحد، اکیلا اور یکتا ہے، اسی طرح وہ اپنے اسما و صفات اور افعال میں بھی واحد اور یکتا ہے۔

شرک اور اس کی اقسام

جو شخص عقیدۂ توحید پر ایمان نہیں رکھتا، وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے۔ عقیدۂ توحید کا انکار شرک ہے۔ شرک کا لفظی معنیٰ حصہ دار اور ساجھی ٹھہرانا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں ربوبیت، اُلوہیّت اور اس کے اسما و صفات میں کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور حصہ دار بنانا شرک کہلاتا ہے۔

(1) ذات میں شرک

اس سے یہ مراد ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور برابر سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد سمجھنا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد سمجھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کو ماننا یا کسی کو اللہ تعالیٰ کی بیٹی یا بیٹا ماننا، اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿۳﴾ (سُوْرَةُ الاخلاص: 3)

ترجمہ: نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔

(2) اُلوہیّت میں شرک

اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک کرنا اُلوہیّت میں شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سُوْرَةُ بنی اسرائیل: 23)

ترجمہ: کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

(3) صفات میں شرک

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی ذات اور شخصیت میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا اور اعتقاد رکھنا صفات میں شرک کہلاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جیسی صفات، اس جیسا علم اور قدرت کسی دوسرے کے لیے سمجھنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (سُوْرَةُ الشّوریٰ: 11)

ترجمہ: اس (اللہ) جیسی کوئی شے نہیں

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اس میں جو صفات پائی جاتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

کی تمام صفات ذاتی ہیں، وہ کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔

عقیدۂ توحید کے اثرات

جو شخص عقیدۂ توحید کو اختیار کر کے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانے سے بچ جاتا ہے، اس کی زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

- عقیدۂ توحید کو ماننے والا شخص غیرت منداور بہادر ہوتا ہے، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ صرف اور صرف اسی کے سامنے جھکتا ہے اور صرف اسی سے ڈرتا ہے۔
- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے سے انسان میں عجز وانکسار پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، لہٰذا بندے کے لیے تکبر وغرور کی کوئی گنجائش نہیں۔
- عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا شخص تنگ نظر نہیں ہوتا۔ اس کا اس بات پر ایمان ہوتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق اور سب کو پالنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی وجہ سے وہ ساری مخلوق کی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے۔
- عقیدۂ توحید انسان میں صبر وقناعت، بلند ہمتی اور توکُّل جیسی صفات پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان مشکل سے مشکل کام اور بڑی سے بڑی تکلیف سے پریشان نہیں ہوتا۔ عقیدۂ توحید انسانوں کے درمیان مساوات اور برابری پیدا کرتا ہے اور ذات پات اور دیگر معاشرتی تقسیم سے آزاد کر دیتا ہے۔

عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان پُر امید ہوتا ہے اور وہ پُر سکون اور اطمینان بخش زندگی گزارتا ہے۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) توحید کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) ایک ماننا (ب) اطاعت کرنا (ج) صفات ماننا (د) برابری کرنا

(ii) اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق ماننا کہلاتا ہے:

(الف) توحیدِ ربوبیّت (ب) توحیدِ اُلوہیّت (ج) توحیدِ اسما (د) توحیدِ صفات

(iii) قرآنِ مجید کی کون سی سورت میں عقیدۂ توحید بیان کیا گیا ہے؟

(الف) اَلْكَوْثَر (ب) اَلْاِخْلَاص (ج) اَلْفَلَق (د) اَلنَّاس

(iv) شرک کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) حصہ دار بنانا (ب) ایک ماننا (ج) مالک سمجھنا (د) بھلائی کرنا

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(v) لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ میں نفی کی گئی ہے:

(الف) ذات میں شرک کی | (ب) صفات میں شرک کی
(ج) اُلوہیت میں شرک کی | (د) اسما میں شرک کی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) عقیدۂ توحید کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔
(ii) عقیدۂ توحید کی اہمیت واضح کریں۔
(iii) عقیدۂ توحید کی تین اقسام کے نام لکھیں۔
(iv) توحید اُلوہیّت کی مختصر وضاحت کریں۔
(v) شرک کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) عقیدۂ توحید کی اقسام بیان کریں۔
(ii) عقیدۂ توحید کے اثرات تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ نظامِ کائنات کے متعلق سائنسی ویڈیو تلاش کر کے ہم جماعت طلبہ کے ساتھ مباحثہ کریں۔
☆ عقیدۂ توحید سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحقیقی نوٹ تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ نظامِ کائنات کے متعلق سائنسی ویڈیو دکھا کر طلبہ کے مابین خالقِ کائنات کی قدرت پر مذاکرہ کروائیں۔
☆ عقیدۂ توحید سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ تحقیقی نوٹ تیار کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(2) عقیدۂ رسالت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ عقیدۂ رسالت کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- ☆ عقیدۂ رسالت کے مفہوم، اہمیت اور ضرورت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کی نمایاں خصوصیات اور عظمت کا فہم حاصل کر سکیں۔
- ☆ عقیدۂ ختمِ نبوت کے متعلق آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ☆ عقیدۂ رسالت کی روح کو سمجھتے ہوئے عملی زندگی میں تمام انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ کی عزت و تکریم کر سکیں۔
- ☆ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی رسالت کی نمایاں خصوصیات، عظمت اور عقیدۂ ختمِ نبوت کو ایمان کا لازمی حصہ سمجھ سکیں۔
- ☆ عقیدۂ رسالت کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لے سکیں اور اپنی زندگیوں میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے اثرات کو جان سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

رسالت کے لغوی معنٰی پیغام رسانی یا پیغام پہنچانا کے ہیں اور پیغام پہنچانے والے کو رسول کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا کسی برگزیدہ اور منتخب کیے ہوئے بندے کو انسانوں تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجنا رسالت کہلاتا ہے، جس ہستی کو اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کی تبلیغ کے لیے اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے، اسے رسول کہتے ہیں۔

ضرورت و اہمیت

اسلام کے عقائد میں توحید کے بعد عقیدۂ رسالت کا درجہ ہے۔ انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے انسانوں کی ہدایت اور راہ نمائی کا انتظام فرمایا۔ یہ ہدایت اور راہ نمائی اللہ تعالیٰ کے انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ کے ذریعے سے مہیا کی گئی۔ انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ اپنے معاشرے کے پاک اور بے حد نیک انسان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر وحی کے ذریعے سے اپنے احکام نازل فرماتا ہے۔ نبوّت اور رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم عَلَيۡهِ السَّلَامُ سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر آ کر ختم ہوا۔ تمام انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ کی بعثت کا مقصد انسانوں کے اخلاق کی اصلاح اور انھیں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے طریقے سکھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی اقوام پیدا فرمائیں، ان سب کے لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے، تاکہ وہ ان اقوام تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا پیغام پہنچا سکیں اور راہ نمائی کر سکیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ (سُوْرَۃُ الفاطر :24)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ (خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کو حق کے ساتھ بھیجا ہے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا (رسول) بنا کر اور کوئی اُمّت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی صفات

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بہت سی خصوصیات عطا فرمائیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی صورت میں علم وحکمت سے نوازا جاتا ہے اور عام انسانوں میں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ نبی اور رسول اگرچہ انسان ہوتے ہیں، لیکن اپنے مرتبے اور عقل وفہم کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بلند ترین مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی نبوت اور رسالت وہبی ہوتی ہے، یعنی منصبِ نبوت کسی خاص عمل یا کوشش کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ملتا ہے۔

انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسولوں کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ (سُوْرَۃُ محمد :33)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔

انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے اس سلسلے میں نبی کریم خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو جو امتیازات الگ الگ عطا فرمائے تھے، وہ آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ گرامی میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو بہت سے ایسے خصائص سے بھی نوازا گیا جو آپ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اہم ترین خصائص درج ذیل ہیں:

(1) نبی کریم خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے آنے والے انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کسی خاص قوم یا قبیلے کی طرف مبعوث کیے گئے، لیکن آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا امتیاز یہ ہے کہ آپ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(2) آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ امتیاز اور خصوصیت عطا کی گئی کہ آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت سے تمام انبیا کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ اب صرف شریعتِ محمدی ہی واجب الاطاعت ہے۔

(3) آپ خاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر اللہ تعالیٰ کے دین کی تکمیل کر دی گئی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔
(سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ: 3)

(4) سابقہ انبیا کرام عَلَیۡهِمُ السَّلَام پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے اب ان کی تعلیمات بالکل مٹ چکی ہیں یا اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، لیکن نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ مجید آج بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔

ختمِ نبوّت

قرآنِ کریم کی حفاظت اس لیے بھی ضروری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نبوت اور رسالت کے اس سلسلے کو ختم فرما دیا۔ اب قیامت تک کوئی اور نبی یا رسول نہیں آئے گا، لہٰذا اب قیامت تک قرآنِ کریم اور سنّتِ نبوی کی پیروی کرنا ہی لازم اور ضروری ہے۔ ختمِ نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب: 40)

ترجمہ: نہیں ہیں (حضرت) محمد (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے متعدد احادیث مبارکہ میں اپنے خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہونے کا اعلان فرمایا اور امت کو یہ بتایا کہ اب میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:

"میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔" (جامع ترمذی: 2219)

آیات و احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم اور ان کے بعد اُمّتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب قیامت تک حضورِ اکرم (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا۔ ختمِ نبوّت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کے دور میں جن لوگوں نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا، آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے نبوّت کے ان جھوٹے دعوے داروں کے خلاف جہاد کیا۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) رسالت کا لغوی معنٰی ہے:

(الف) پیغام پہنچانا (ب) پیروی کرنا
(ج) مشہور کرنا (د) سیدھا راستہ دکھانا

(ii) توحید کے بعد اہم ترین عقیدہ ہے:

(الف) رسالت (ب) تقدیر
(ج) آخرت (د) ایمان بالملائکۃ

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(iii) جس پیغمبر پر دین کی تکمیل ہوئی، وہ ہیں:

(الف) حضرت نوح علیہ السلام (ب) حضرت موسیٰ علیہ السلام

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (د) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(iv) تمام انبیا کرام علیہم السلام میں امتیازات کے اعتبار سے فائق اور افضل ہستی ہیں:

(الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام (ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ج) حضرت ابراہیم علیہ السلام (د) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

(v) رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی وہ خصوصیت جو صرف آپ ہی کی انفرادیت ہے:

(الف) صاحبِ کتاب (ب) معصومیت

(ج) آخری نبی ہونا (د) واجب الاطاعت

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) رسالت کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) رسالت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کریں۔

(iii) ختم نبوت کے بارے میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی رسالت کی کوئی سی دو خصوصیات تحریر کریں۔

(v) عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) رسالت کی خصوصیات تحریر کریں۔

(ii) عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ اساتذہ اور والدین کی راہ نمائی میں ختمِ نبوت پر مواد اکٹھا کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ عقیدۂ رسالت کے متعلق آیاتِ قرآنیہ پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔ طلبہ کو عقیدۂ رسالت کے عملی تقاضوں سے آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(3) ملائکہ، آسمانی کتب اور آخرت پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قرآن و سنّت کی روشنی میں بنیادی عقائد (ملائکہ، آسمانی کتب، اور آخرت) کے بارے میں جان سکیں۔
- ☆ بنیادی عقائد (ملائکہ، آسمانی کتب اور آخرت) پر ایمان کی ضرورت و اہمیت کو جان سکیں۔
- ☆ ان عقائد پر ایمان لانے کی روح کو سمجھتے ہوئے روزمرہ معاملات میں اپنے قول و فعل میں تضاد ختم کر کے ان کی اصلاح کر سکیں۔
- ☆ مذکورہ عقائد کے عملی زندگی پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ مذکورہ عقائد کو مضبوط بنانے کی غرض سے قرآن و سنّت کے مطالعے کا رجحان پیدا کر سکیں۔
- ☆ عقیدۂ آخرت کی روح کو سمجھتے ہوئے ذاتی اصلاح کی عملی کوشش کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

ملائکہ پر ایمان

ملائکہ ''مَلَکٌ'' کی جمع ہے جس کا معنیٰ ''فرشتہ'' ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ فرشتوں کی اصل تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کے رسولوں، آسمانی کتابوں، آخرت کے دن اور تقدیر پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح فرشتوں پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ (سُوْرَةُ التحريم: 6)

ترجمہ: وہ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا وہ اُنھیں حکم دیتا ہے اور وہی کرتے ہیں جس کا اُنھیں حکم دیا جاتا ہے۔

- ☆ فرشتوں پر ایمان لانے سے انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان یہ یقین کر لیتا ہے کہ فرشتے اس کے تمام اعمال کو محفوظ کر رہے ہیں اور ایک دن انسان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ان اعمال کا جواب دینا ہے، چناں چہ انسان نیک اعمال شروع کر دیتا ہے۔
- ☆ اسی طرح فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان میں عزتِ نفس کا احساس پیدا ہوتا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا تھا۔
- ☆ قرآنِ مجید کے مطابق فرشتے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد لے کر نازل ہوتے ہیں، لہٰذا فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان مایوسی کا شکار نہیں ہوتا، کیوں کہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ مشکلات کے وقت فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نصرت اور مدد لے کر نازل ہوں گے۔

آسمانی کتب پر ایمان

آسمانی کتب پر ایمان رکھنا بنیادی عقیدہ ہے۔ آسمانی کتب سے مراد وہ کتابیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے

اپنے رسولوں پر نازل فرمایا۔ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی انبیا کرام عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ پر آسمانی صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں، جن میں سے چار کتابیں زیادہ مشہور ہیں:

- تورات، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی
- زبور، حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی
- انجیل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- قرآنِ مجید، حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم پر نازل ہوا۔

☆ ان تمام کتابوں میں دین کی بنیادی تعلیمات جیسے توحید، رسالت، آخرت پر ایمان اور اعمال کی جزا و سزا وغیرہ مشترک ہیں، البتہ شریعت کے قوانین ہر کتاب میں الگ ہیں۔

☆ قرآنِ مجید نے پہلی تمام کتابوں کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ اب ان کتابوں کے احکام پر عمل کرنا ضروری نہیں، بلکہ صرف قرآنِ مجید کے احکام وقوانین پر عمل کرنا ہی لازمی اور ضروری ہے۔

آخرت پر ایمان

عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کے بعد بھی ایک زندگی ہے، جو موت کے بعد شروع ہوگی۔ یہ ہمیشہ کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ نیکوکاروں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور برے لوگوں کا ٹھکانہ جہنّم ہوگا۔ قرآن مجید میں بار بار عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کی تاکید کی گئی ہے۔

☆ عقیدۂ آخرت پر یقین انسانوں کو درس دیتا ہے کہ یہ دنیا عارضی اور ختم ہونے والی ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی، لہٰذا انسان اس دنیا میں جو اعمال کرے گا، ان اعمال کا پورا بدلہ انسان کو آخرت میں مل جائے گا۔

☆ عقیدۂ آخرت پر ایمان زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان جتنا گہرا اور مضبوط ہوگا، انسان کا کردار اور اخلاق اتنا ہی اچھا ہوگا، کیوں کہ اسے یقین ہوگا کہ میں نے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔

☆ عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص ذمہ دار اور حقوق ادا کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس میں ایثار و قربانی جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی ہو جاتی ہے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) مَلَكٌ کا معنیٰ ہے:

(الف) فرشتہ (ب) انسان (ج) جن (د) بادشاہ

(ii) اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے سجدہ کیا:

(الف) حضرت آدم علیہ السلام کو (ب) حضرت نوح علیہ السلام کو (ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(iii) فرشتوں کے ہر وقت انسانی اعمال کو لکھنے سے انسان کے اندر جذبہ پیدا ہوتا ہے:

(الف) احساس ذمہ داری کا (ب) صبر و تحمل کا (ج) عفو و درگزر کا (د) استقامت کا

(iv) تمام آسمانی کتابوں کے احکام منسوخ کرنے والی کتاب ہے:

(الف) قرآنِ مجید (ب) تورات (ج) زبور (د) انجیل

(v) آخرت سے مراد ہے:

(الف) موت کے بعد کی زندگی (ب) ختم ہونے والی زندگی (ج) دنیاوی زندگی (د) لمبی زندگی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) فرشتوں پر ایمان لانے کی اہمیت بیان کریں۔

(ii) فرشتوں پر ایمان کے دو اثرات تحریر کریں۔

(iii) چار مشہور آسمانی کتابوں کے نام لکھیں۔

(iv) فرشتوں کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟

(v) آخرت کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) آسمانی کتب اور فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟ وضاحت کریں۔

(ii) عقیدۂ آخرت کی اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ جماعت کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جائے اور ان میں شاملِ نصاب بنیادی عقائد سے متعلق مستند ذرائع (قرآن و حدیث) سے اکٹھے کیے گئے معاون مواد کو تقسیم کیا جائے۔ طلبہ دیے گئے مواد کا مطالعہ کریں اور اہم نکات کی فہرست تیار کر کے جماعت کے سامنے پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ سبق میں مذکور عقائد کے بارے طلبہ کو سکول لائبریری سے کتب کا مطالعہ کروائیں۔

☆ مختلف فرشتوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں طلبہ کو تفصیل سے آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(ب) عبادات

(1) نماز

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں نماز کی فرضیت جان سکیں۔
- ☆ نماز بالخصوص باجماعت نماز کی فضیلت واہمیت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ نماز کے بنیادی فلسفے کا فہم حاصل کر سکیں۔
- ☆ نماز کی حکمت اور اس کے معاشرتی، روحانی اور جسمانی فوائد سمجھ سکیں۔
- ☆ نماز کی پابندی کرنے کے ظاہری و باطنی اثرات (طہارت و پاکیزگی، نظم وضبط، پابندیٔ وقت، تزکیہ نفس) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- ☆ نماز کی فرضیت اور فوائد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں باجماعت نماز کی پابندی کرنے والے بن سکیں۔
- ☆ نماز کے احکام ومسائل گھر/مسجد سے سیکھ کر اُن پر عمل کر سکیں۔

نماز دین کا ستون ہے۔ نماز جنّت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز قُربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔ نماز پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔ نماز مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔

فرض نماز کے لیے مقررہ وقت شرط ہے۔ نماز انسان کو وقت کی پابندی اور نظم وضبط کا درس دیتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ (سُوْرَةُ النّساء :103)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے۔

نماز ادا کرنا اللہ ربّ العزت کی خوشنودی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

پانچ نمازوں کی مثال نہر کی طرح ہے۔ جس کا پانی صاف ستھرا اور گہرا ہو، جو تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے سے گزرتی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا تم خیال کرو گے کہ اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُم نے عرض کی: نہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

پانچ نمازیں گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہیں جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم:668)

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

نماز کے لیے وضو کرنا شرط ہے۔ جب انسان وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونا، دانت صاف کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، منھ دھونا، سر کا مسح کرنا اور پاؤں دھونا ظاہری طور پر انسان کو طہارت و پاکیزگی بخشتے ہیں۔

جب انسان نماز کا آغاز کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے نماز میں داخل ہوتا ہے تو قیام، قراءت، رکوع و سجود، قعدہ و جلسہ اور سلام ترتیب کے ساتھ لازم ہیں۔ ارکان نماز کی یہ ترتیب اور اس کی پابندی ہمیں نظم و ضبط کا درس دیتی ہے۔

انفرادی نماز کے ساتھ ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

باجماعت نماز اکیلے نماز سے ستائیس (27) درجے افضل ہے۔ (صحیح بخاری:645)

ایک اور مقام پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز عشا باجماعت ادا کرتا ہے تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور جو فجر جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کو بقیہ آدھی رات کا ثواب مل جاتا ہے۔ (صحیح مسلم:1491)

گویا نماز ایک امانت ہے۔ اس امانت کو بروقت ادا کرنا ہی مطلوب ہے۔ مسجد میں جا کر نماز ادا کرنا اس لیے بھی باعث اعزاز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس عظیم گھر سے نسبت نمازی کو عظیم بنا دیتی ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ اگر تم منافقوں کی طرح بلا عذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی کی سنّت چھوڑ بیٹھو گے اور اگر اپنے نبی کی سنّت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (صحیح مسلم:254)

نماز کے فوائد و ثمرات

☆ گھر سے مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز کو اس کی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنا، انسان کو جسمانی اور رُوحانی طور پر مضبوط رکھتا ہے۔ فجر کی نماز کے لیے صبح کو بروقت اٹھنا، چہل قدمی کرتے ہوئے مسجد جانا بذات خود ورزش کا درجہ رکھتا ہے جس سے انسان کو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

☆ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان محلے داروں اور دیگر نمازیوں سے ملاقات کی وجہ سے ان کے حالات سے باخبر، دکھ درد سے آگاہ اور خوشی و غم کا احساس کر کے ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔ انھی امور کا خیال رکھنے سے انسانی معاشرہ ترقی پاتا ہے۔

☆ نماز ہمدردی، ایثار، اخوّت و محبّت اور رواداری جیسے جذبات پیدا کرتی ہے۔ خشوع و خضوع والی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ ہے۔

☆ نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم مکمل طہارت کا خیال کرتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں، تاکہ ہم نماز کے روحانی، جسمانی اور معاشرتی اثرات سے فائدہ حاصل کر سکیں اور دین کی حقیقی روح کے مطابق دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) نماز کو قرار دیا گیا ہے:

(الف) جنّت کی کنجی (ب) جنّت کا دروازہ (ج) جنّت کا حُسن (د) جنّت کا ستون

(ii) پانچ نمازیں گناہوں کا ایسے خاتمہ کرتی ہیں جیسے پانی:

(الف) میل کا (ب) زنگ کا (ج) لوہے کا (د) لکڑی کا

(iii) باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے سے افضل ہے:

(الف) تیئس درجے (ب) پچیس درجے (ج) ستائیس درجے (د) انتیس درجے

(iv) عشا اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا ثواب ہے:

(الف) ایک مکمل رات کی عبادت کے برابر (ب) آدھی رات کی عبادت کے برابر

(ج) ایک تہائی رات کی عبادت کے برابر (د) ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر

(v) باجماعت نماز ادا کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:

(الف) صلہ رحمی کی (ب) سخاوت کی (ج) نظم و ضبط کی (د) کفایت شعاری کی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) وقت پر نماز کی اہمیت کے بارے میں کسی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ii) پانچ نمازیں ادا کرنے کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کون سی مثال دی ہے؟

(iii) نماز کی فضیلت کے بارے میں دو جملے تحریر کریں۔

(iv) مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے دو معاشرتی اثرات بیان کریں۔

(v) نماز کی دو شرائط تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) نماز کے فوائد و ثمرات تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ فرض نمازوں کے علاوہ مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی نمازوں کے چارٹ بنائیں، جن میں نمازوں کے نام، رکعتیں، اوقات مقام، حیثیت (فرض، واجب، سنّت، نفل) شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ بچوں کو طہارت و پاکیزگی کے واضح تصوّر کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب دیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(2) روزہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قرآن و سنّت کی روشنی میں روزے کے مقصد اور فلسفے سے واقف ہو سکیں۔
- ☆ روزے کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ روزے کے روحانی و جسمانی اور معاشرتی فوائد سمجھ سکیں۔
- ☆ ماہِ رمضان میں بدنی و مالی عبادات بالخصوص تلاوتِ قرآن مجید، قیامُ اللیل، تراویح، شبِ قدر، اعتکاف کرنے، سحری کرنے، افطار کرنے اور صدقہ وخیرات کی فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ روزے کے ظاہری و باطنی اثرات (تقویٰ، طہارت و پاکیزگی، نظم وضبط، پابندیِ وقت، تزکیہ نفس، ایثار) کا عملی زندگی میں جائزہ لے سکیں۔
- ☆ مکمل آداب کے ساتھ روزہ رکھنے والے اور عملی زندگی میں تقویٰ اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- ☆ ماہِ رمضان میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم، اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمولات سے واقفیت حاصل کر کے انھیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔
- ☆ ماہِ رمضان میں بدنی عبادات، صدقات و خیرات، ایثار و غم خواری کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

ارکانِ اسلام میں روزے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ روزے کے لیے قرآن و حدیث میں لفظ 'صوم' یا 'صیام' استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنٰی رُک جانے یا بچ جانے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں وہ عبادت جس میں ایک مسلمان طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور اپنی جائز نفسانی خواہشات سے رُک جاتا ہے، اُسے ''صوم'' یعنی روزہ کہا جاتا ہے۔ روزہ 2 ہجری میں فرض ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٨٣﴾ (سورۃ البقرۃ: 183)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تا کہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں روزے کے فرض ہونے کے ذکر کے ساتھ ساتھ روزے کے اوّلین مقصد تقویٰ اور پرہیز گاری کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سفر اور مرض کے علاوہ روزہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ روزے کا مقصد چوں کہ پرہیز گاری کا حصول ہے اس لیے کھانے پینے سے رکنا ہی روزے کا تقاضا نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکنا بھی روزہ ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا فرمان ہے:

''جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔''

(سنن ابی داؤد: 2362)

طلوعِ فجر سے سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مغرب کا وقت شروع ہونے پر افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

خود سحری وافطار کرنے یا کسی دوسرے مسلمان کو کروانے کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ سحری کرو کیوں کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔ (صحیح مسلم:1923)

کسی مسلمان کو افطار کروانے کے لیے صرف کھجور، پانی یا حسبِ توفیق دسترخوان بچھانے پر بھی اجروثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جس نے کسی روزے دار کا روزہ افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے۔ (جامع ترمذی:8047)

نزولِ قرآنِ مجید چوں کہ لیلۃ القدر میں ہوا تھا، اس لیے اس مہینے میں ہر عمل میں خیروبرکت بڑھ جاتی ہے۔ اس رات کو اللہ ربّ العزت نے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں عبادت کر کے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمان تلاوتِ کلامِ مجید کی برکات حاصل کرتے ہیں۔ نمازِ تراویح ادا کرتے ہوئے پورا مہینا قرآنِ مجید کی تلاوت ماہر قاری اور حفاظ صاحبان کی امامت میں سنتے ہیں۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں خواتین وحضرات اعتکاف کی سنّت ادا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو دیکھ کر صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ بھی عبادت میں کمربستہ ہو جاتے تھے۔ اہلِ بیتِ اطہار رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ میں ازواجِ مطہرات نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ روزے رکھتیں اور اعتکاف بھی کیا کرتیں تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہر سال رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری:1903)

روزے کے فوائد وثمرات:

☆ روزے رکھنے سے جہاں اطمینانِ قلب اور صبروشکر جیسے روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہاں کم کھانے کی وجہ سے معدے کو پورا مہینا آرام ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

☆ روزے کی برکات حاصل کرنے کے لیے لوگ زکوٰۃ وصدقات ادا کرتے ہیں، جس سے غربا، مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

☆ مقررہ وقت پر سحری اور افطار انسان کو نظم وضبط کی پابندی کا درس دیتی ہے۔

☆ روزے سے مسلمانوں میں تقویٰ و پرہیزگاری، جسمانی وروحانی طہارت اور ایثار و ہمدردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ روزے کی حالت میں دوسروں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

☆ روزے کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کی فضا پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں عبادت کا شوق بڑھ جاتا ہے اور روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں کثرت سے صدقات وخیرات کا اہتمام کریں تا کہ معاشرے کے نادار اور غریب افراد کی مدد ہو سکے اور وہ بھی عید الفطر کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔ رمضان المبارک میں کثرت سے عبادت کرنی چاہیے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے اپنی بخشش کروا سکیں اور دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ ہمیں رمضان المبارک کے معمولات کو سال بھر جاری رکھنا چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) قرآنِ مجید کے مطابق روزے کا سب سے اہم مقصد ہے:

(الف) تقوٰی کا حصول (ب) دوسروں سے ہمدردی

(ج) صدقات وخیرات کی کثرت (د) غربا و مساکین کی امداد

(ii) وہ روزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں:

(الف) جس میں جھوٹ اور فحش گوئی شامل ہو (ب) جس میں سحری نہ کی جائے

(ج) جس میں صدقہ وخیرات نہ کیا جائے (د) جس میں پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا جائے

(iii) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کے اندر جذبات پیدا ہوتے ہیں:

(الف) ہمدردی کے (ب) رواداری کے (ج) عفوودرگزر کے (د) کفایت شعاری کے

(iv) مقررہ وقت پر سحر وافطار کرنے سے انسان میں صفت پیدا ہوتی ہے:

(الف) صبر وتحمل کی (ب) استقامت کی (ج) نظم وضبط کی (د) صلہ رحمی کی

(v) رمضان المبارک میں بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کے بارے میں احساس ہوتا ہے:

(الف) بھوک پیاس کا (ب) مالی پریشانی کا (ج) جسمانی مشقت کا (د) عزّتِ نفس کا

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) صوم کا معنٰی و مفہوم تحریر کریں۔

(ii) روزے کے انسانی صحت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

(iii) روزہ انسان کو پابندیِ وقت اور نظم وضبط کا کس طرح درس دیتا ہے؟

(iv) رمضان المبارک میں کی جانے والی مالی عبادات کون سی ہیں؟

(v) روزے کے کوئی سے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں روزے کی اہمیت اور فضیلت تحریر کریں۔

(ii) روزے کے فوائد وثمرات بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ طلبہ ماہِ رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون کاموں کی فہرست بنائیں۔

☆ طلبہ اپنے رشتہ داروں اور محلے کے غریب ونادار لوگوں کی فہرست بنائیں اور ان میں خود فطرانہ اور صدقات وخیرات تقسیم کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ رمضان المبارک کے فوائد وثمرات کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ طلبہ کو روزہ رکھنے اور احترام رمضان المبارک کے متعلق احکام سے آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

باب سوم

سیرتِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم)

عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مدنی دور)

(1) فتحِ مکہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ فتحِ مکّہ کے پس منظر، اسباب اور وجوہات کو جان سکیں۔
- ☆ اسلام کے فروغ کے سلسلے میں فتحِ مکّہ کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ فتحِ مکّہ کے واقعات و معجزات سے واقف ہو سکیں۔
- ☆ قدرت و اختیار ملنے پر معاف کرنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ فتحِ مکّہ کے تناظر میں عفو و درگزر کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ فتحِ مکّہ کے نتائج کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ فتحِ مکّہ کے بعد تطہیرِ کعبہ، بتوں کو گرانا اور کلیدِ کعبہ کی سپردگی کے حوالے سے علم حاصل کر سکیں۔
- ☆ فتحِ مکّہ میں نصرتِ الٰہیہ کے ظہور کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے سچا ہونے پر یقین رکھ سکیں۔
- ☆ فتحِ مکّہ کے نتائج کو مدِنظر رکھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں لوگوں کو کھلے دل سے معاف کرنے والے بن سکیں۔

6 ہجری میں صلحِ حدیبیہ کے موقعے پر عرب قبائل میں سے بنوخُزاعہ مسلمانوں کے حلیف بنے، بنوبکر نے قریشِ مکّہ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا اور یہ معاہدہ ہوا کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے، لیکن اٹھارہ (۱۸) ماہ بعد بنوبکر نے اچانک صلح کا معاہدہ توڑتے ہوئے بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور حرمِ کعبہ میں بھی بنوخُزاعہ پر لڑائی مسلط کی۔ بنوخزاعہ نے مسلمانوں سے مدد مانگی، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے قریشِ مکّہ کو تین شرائط پر صلح کا پیغام بھیجا کہ یا تو بنوخزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں یا معاہدے سے دست بردار ہو جائیں یا صلح ختم کر کے جنگ کا اعلان کریں۔ قریشِ مکّہ نے جنگ کرنا قبول کیا۔ آخر 8 ہجری 10 رمضان المبارک کو مسلمان تقریباً دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکّہ مکرّمہ کے نواح میں جا پہنچے۔ مرّ الظّھران کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میمنہ (دایاں حصّہ)، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میسرہ (بایاں حصّہ) اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدل لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا پرچم حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرما رہے تھے، آج اللہ تعالیٰ کعبہ مقدّسہ کو خصوصی عظمت بخشے گا اور آج کعبہ کو نیا غلاف پہنایا جائے گا۔ مختصر جھڑپ کے بعد اسلامی لشکر، شہرِ مکّہ میں داخل ہو گیا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

قریشِ مکّہ میں سے ابوسفیان، بُدَیل بن ورقا اور حکیم بن حزام جیسے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دس ہزار کے لشکر کی موجودگی کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہدایات جاری فرمائیں کہ جو شخص پناہ طلب کرے اسے پناہ دی جائے، عورتوں اور بچوں پر تلوار نہ اُٹھائی جائے، جو شخص ابوسفیان کے گھر پناہ لے، اس کو بھی کچھ نہ کہا جائے، جو ہتھیار ڈال دیں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیں ان سب کے لیے امان ہے۔

فتحِ مکّہ کے موقعے پر حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر انتہائی عجز و انکسار کے جذبات غالب تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا سرِ انور اونٹنی کی کوہان کو چھو رہا تھا، زبان پر سُوْرَۃُ الْفَتْح کی آیات جاری تھیں، آخر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ آج میں تمھارے ساتھ اسی سلوک کا اعلان کرتا ہوں جو میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تمام اہلِ مکّہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج تم سب آزاد ہو، آج تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ اہلِ مکّہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اس حسنِ سلوک اور عفو و درگزر سے انتہائی متاثر ہوئے اور جوق در جوق مسلمان ہونے لگے۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دینا عفو و درگزر کی شان دار مثال ہے۔ پھر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک فرمایا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک لکڑی پکڑی ہوئی تھی جس سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱ (سُوْرَۃُ بنی اسرائیل: 81)

ترجمہ: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی اور باہر نکل کر خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمائی، حجرِ اسود کو بوسہ دیا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دستِ مبارک پر مردوں اور عورتوں کی بھاری تعداد نے اسلام قبول کیا۔

فتحِ مکّہ کے نتیجے میں قریش کے تمام قبائل نے قبولِ اسلام میں پہل کی، حتیٰ کہ صرف دس روز میں دو ہزار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اسلام اور اہلِ اسلام کو عظمت و شان حاصل ہوئی، دشمنانِ اسلام کی سازشیں دم توڑ گئیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی قائدانہ صلاحیتیں رنگ لے آئیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم چند دن مکہ میں ہی قیام پذیر رہے اور حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکّہ مکرّمہ کا امیر مقرر فرمایا اور مکّہ مکرّمہ کے گرد و نواح میں جو بڑے بڑے بُت خانے تھے، اُن کو ختم کرنے کے لیے مجاہدین کے دستے روانہ فرمائے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) فتحِ مکّہ کے اسباب میں سے ہے:

(الف) مدینہ منورہ کی چراگاہ پر حملہ
(ب) بدر کے مقتولین کا انتقام
(ج) بنوخزاعہ پر حملہ
(د) قریش کے معاشی مفادات کا تحفظ

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(ii) فتحِ مکّہ کے موقع پر دارالامن قرار دیا گیا:

(الف) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر (ب) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر

(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اونٹنی کا نام ہے:

(الف) قصوا (ب) براق (ج) ناقۃ (د) ذوالفقار

(iv) فتحِ مکّہ کے موقعے پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی طرف سے کفار کے لیے عام معافی کا اعلان علامت ہے:

(الف) صبر و تحمل کی (ب) عفوودرگزر کی (ج) سخاوت کی (د) ایثار و قربانی کی

(v) فتحِ مکّہ کے موقعے پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے خانہ کعبہ کی چابی سپرد کی:

(الف) حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (ب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

(ج) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (د) حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) فتحِ مکّہ کا واقعہ کب پیش آیا؟

(ii) فتحِ مکّہ کے موقع پر کن تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لشکر کا امیر مقرر کیا گیا؟

(iii) فتحِ مکّہ کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

(iv) فتحِ مکّہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا سعادت حاصل ہوئی؟

(iv) اس سبق میں ہمارے لیے کیا درس ہے؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) فتحِ مکّہ کے اسباب بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ کمرا جماعت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو دعوت و تبلیغ میں درپیش مشکلات پر گفت گو کریں۔

☆ نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مدینہ منورہ سے مکّہ مکرّمہ کی مسافت کا جائزہ لیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مدینہ منورہ سے مکّہ مکرّمہ کی مسافت کا جائزہ لینے میں مدد کی جائے۔

☆ فتحِ مکہ کے متعلق ایک فہرست تیار کروائی جائے، جس میں لشکر کی تعداد، جھنڈوں کی تعداد اور علم برداروں کے نام وغیرہ شامل ہوں۔

☆ فتحِ مکہ کے موقعے پر اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی شان و شوکت کے مظاہرے پر گفت گو کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

عہدِ نبوی کے ماہ وسال (مدنی دور)

(2) غزوۂ حُنَین

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ غزوۂ حنین کے پس منظر اور اسباب کو جان سکیں۔
- ☆ غزوۂ حنین کے واقعات و معجزات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ غزوۂ حنین کے نتائج کو سمجھ سکیں۔
- ☆ اپنی قوت و کثرت پر فخر کرنے کے بجائے نصرتِ الٰہیہ پر بھروسا کر سکیں۔
- ☆ غزوۂ حنین میں رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بے مثال شجاعت، استقامت اور ثابت قدمی سے سبق حاصل کر سکیں۔
- ☆ مشکل حالات میں ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے حواس کو متزلزل ہونے سے بچا سکیں۔
- ☆ عملی زندگی میں غزوۂ حنین کے واقعات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مکّہ مکرّمہ سے چالیس (۴۰) کلومیٹر کے فاصلے پر واقع وادیِ حنین میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے قبائل آباد تھے، جن کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، وہ مسلمانوں کی طاقت کو تسلیم کرنے پر راضی نہ تھے۔ انھوں نے فتحِ مکّہ کے بعد ارد گرد کے قبائل کو مسلمانوں کی مخالفت پر اُکسا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور مکّہ مکرّمہ پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔ فتحِ مکّہ کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم مکّہ مکرّمہ میں انیس (۱۹) دن قیام کرنے کے بعد شوّال 8 ہجری کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وادیِ حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ لشکر کی تعداد دیکھ کر بعض نو مسلموں کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آج کوئی طاقت ہمیں شکست سے دوچار نہیں کر سکتی، ان کا یوں اپنی ظاہری طاقت و کثرتِ تعداد پر اِترانا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔

ادھر دشمنانِ اسلام مسلمانوں سے پہلے میدان میں پہنچ کر جنگی تدابیر اختیار کر چکے تھے، جیسے ہی مسلمان میدانِ جنگ میں اترے، کفّار نے اچانک حملہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی، جس کی وجہ سے بدنظمی پیدا ہوئی اور مسلمان اچانک اس قدر شدید حملے سے بوکھلا گئے اور عارضی طور پر مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑنے لگے۔

اس موقعے پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے، جس کی رکاب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور لگام حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ رکھی تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم خچر سے اترے اور درج ذیل کلمات ادا کرتے ہوئے دشمن کی طرف چل پڑے:

"اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ .... اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"

"میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" (صحیح بخاری: 4315)

نبیِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا اور یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد فرمائے گا اور دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کے لیے پکاریں، چناں چہ انھوں نے بلند آواز سے مجاہدین کو پکارا اور کہا ''بیعت رضوان والو! کہاں ہو؟'' یہ آواز سن کر تمام مسلمان واپس مڑے اور تھوڑی ہی دیر میں میدانِ جنگ مجاہدین سے بھر گیا، بنو ہوازن کے خلاف گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی، جلد ہی دشمن کے پاؤں اکھڑنے لگے۔

اس غزوے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو متعدد معجزات عطا فرمائے، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے لڑائی کی شدت دیکھ کر مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی۔ وہ مٹھی بھر خاک دشمن کے ہر شخص کی آنکھ میں چلی گئی، دشمن کی صفیں بکھر گئیں اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوے میں فرشتوں کے ذریعے سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ غزوۂ حنین میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا تیس (30) مشرکوں کو قتل کیا، جبکہ مرنے والے کفار کی کل تعداد تین سو سے زائد تھی۔ اس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے۔

غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو بے شمار مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ اس مالِ غنیمت میں چھے ہزار جنگی قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی شامل تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مالِ غنیمت فوراً تقسیم نہیں کیا بلکہ دو ہفتے تک انتظار فرمایا تھا کہ شاید بنو ہوازن اسلام قبول کرلیں اور مالِ غنیمت ان کو واپس کردیا جائے، لیکن ایسا نہ ہوا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مالِ غنیمت تقسیم فرما دیا۔ غزوۂ حنین کی وجہ سے متعدد قبائل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور اسلام مزید دور دراز کے علاقوں تک پھیل گیا۔

غزوۂ حنین میں مسلمانوں کی نصرت و فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝۲۵ (سُوْرَةُ التَّوْبَة:25)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تمھاری مدد کر چکا ہے بہت سے مواقع پر اور (خصوصاً) حنین کے دن بھی جب کہ تمھاری کثرت نے تمھیں ناز میں مبتلا کر دیا تھا تو وہ (کثرت) تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین تم پر (اپنی) وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی پھر تم نے پیٹھ پھیر کر (میدان سے) رُخ موڑ لیا۔''

غزوۂ حنین اور غزوۂ بدر ہی دو غزوات ہیں، جن کے نام قرآنِ مجید میں آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آزمائش سے دوچار کر کے بتا دیا کہ مسلمانوں کو کبھی بھی اپنی تعداد اور ساز و سامان کی فراوانی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ پر توکّل رکھتے ہوئے ہمیشہ عجز و انکسار کی روش اپنانی چاہیے، کیوں کہ کثرت کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اس غزوے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر یقین رکھنا چاہیے۔ ظاہری مال و اسباب پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نصرت اور مدد کی دعا کرنی چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) وادیِ حنین کا مکّہ مکرّمہ سے فاصلہ ہے:

(الف) بیس کلومیٹر (ب) تیس کلومیٹر (ج) چالیس کلومیٹر (د) پچاس کلومیٹر

(ii) وادیِ حنین میں آباد تھے:

(الف) بنونضیر و بنوقینقاع (ب) بنوقریظہ و بنوسلیم (ج) بنواوس وخزرج (د) بنوہوازن و بنوثقیف

(iii) غزوۂ حنین میں بکھرنے والوں کو آواز دے کر اکٹھا کرنے والے تھے:

(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iv) غزوۂ حنین کے دوران میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم نے کفارِ مکہ پر پھینکی:

(الف) مٹھی بھر خاک (ب) زنجیر (ج) تلوار (د) زرہ

(v) غزوۂ حنین سے ہمیں سبق ملتا ہے:

(الف) توکّل کا (ب) عفوودرگزر کا (ج) کفایت شعاری کا (د) رواداری کا

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) غزوۂ حنین میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے کفار کو واصلِ جہنم کیا؟

(ii) غزوۂ حنین کے موقعے پر حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح مسلمانوں کو پکارا؟

(iii) غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم نے مسلمانوں میں حوصلہ پیدا کرنے کے لیے کیا ارشاد فرمایا؟

(iv) قرآنِ مجید میں کن دو غزوات کا نام ذکر ہوا ہے؟ (v) غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو کیا مالِ غنیمت حاصل ہوا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) غزوۂ حنین میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم نے کس طرح شجاعت واستقامت کا مظاہرہ فرمایا؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ اس سبق کی روشنی میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کی بہادری وشجاعت پر ایک مضمون تحریر کریں۔

☆ طلبہ نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مکّہ مکرّمہ سے حنین تک کی مسافت کا جائزہ لیں۔

☆ کمرا جماعت میں غزوۂ حنین کے واقعات پر ذہنی آزمائش کا مقابلہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو غزوۂ حنین میں اللہ تعالیٰ کی مدد کے حوالے سے آگاہ کریں۔

☆ طلبہ کی نقشے، گلوب یا گوگل میپ وغیرہ کی مدد سے مکّہ مکرّمہ سے حنین تک کی مسافت کا جائزہ لینے میں راہ نمائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

عہدِ نبوی کے ماہ و سال (مَدَنی دور)

(3) عامُ الوفُود

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ عام الوفود کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- ☆ عام الوفود کی اہمیت اور اس کی معنویت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ تین وفود کے اجمالی حالات اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے حسنِ معاملہ سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ☆ وفود کی آمد کی وجہ سے جزیرۃ العرب میں اسلام کے پھیلاؤ اور حجۃ الوداع میں اس کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی سیرت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہمانوں اور وفود کے اعزاز و اکرام کرنے والے بن سکیں۔
- ☆ عملی زندگی میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے حُسنِ معاملات سے راہ نمائی حاصل کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

عام کا معنیٰ ''سال'' اور وفود جمع ہے وفد کی، جس کا معنیٰ 'لوگوں کی جماعت' ہے۔ عام الوفود سے مراد وہ سال ہے جس میں پورے عرب سے کثرت کے ساتھ وفود نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فتحِ مکّہ اور غزوۂ حنین کے بعد دور دراز علاقوں میں پیغمبرِ اسلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اعلیٰ اخلاق کے چرچے ہوئے اور لوگوں میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی اسلام کے بارے میں سمجھ بوجھ حاصل کریں، لہٰذا بہت سے علاقوں سے جوق در جوق وفود حاضر ہونے لگے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم مدینہ طیبہ آنے والے وفود کو عموماً مسجد نبوی میں ٹھہراتے تھے۔ ان وفود کا آنا دور دراز کے علاقوں سے ہوتا تھا، جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ دورِ رسالت میں اسلام، پورے جزیرہ عرب میں پھیل چکا تھا۔ ان کے استقبال اور قیام و طعام کا انتظام نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے حُسنِ انتظام، اسلامی آداب اور کریمانہ اخلاق کی عمدہ مثالیں ہیں۔

وفد بنو تمیم

بنو تمیم کا وفد 9 ہجری کے آغاز میں مدینہ طیّبہ حاضر ہوا، یہ لوگ اپنے قیدیوں کو آزاد کرانا چاہتے تھے۔ ان کی قیادت عرب کا مشہور سردار اقرع بن حابس کر رہا تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم ظہر سے پہلے قیلولہ (دوپہر کے وقت آرام) فرما رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کو بے آرام کیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کو گھر کے باہر پکارا، آوازیں دیتے رہے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے پاس داخل ہونے کی اجازت طلب نہ کی، تو اللہ رب العزت نے سورۃ الحجرات نازل فرمائی۔ جس میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے گئے کہ اپنی آوازوں کو نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

یہ لوگ اپنے ساتھ بڑے فصیح وبلیغ شاعر اور خطیب لے کر آئے تھے، جن کے مقابلے میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے بطور خطیب حضرت ثابت بن قیس رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو جواب دینے کا حکم دیا اور بطور شاعر حضرت حسان بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو پیش کیا کہ اٹھو اور جواب دو۔ انھوں نے تسلیم کر لیا کہ آپ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے خطیب اور شاعر دونوں بہت اعلیٰ ہیں۔ اقرع بن حابس بارگاہ رسالت خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے اتنا متاثر ہوا کہ اپنے آبائی دین کو الوداع کہا اور وفد سمیت اسلام قبول کر لیا۔

وفد نجران

عرب کے علاقے نجران میں نصاریٰ بڑی تعداد میں آباد تھے۔ ان کا ایک وفد حضرت محمد رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے پاس مدینہ طیّبہ آیا۔ یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں چودہ بڑے سردار بھی تھے، پھر ان سرداروں میں تین افراد بہت خاص تھے اور ان کے دینی و دنیاوی معاملات وہی تین افراد دیکھتے تھے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے اس وفد کا پرتپاک استقبال فرمایا، انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا، اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان کی بہت خاطر تواضع کی گئی۔ یہ وفد حضرت محمد رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی نبوّت کی خبر سن کر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے مناظرہ کرنے کی غرض سے آیا تھا، لہٰذا ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے خدا ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر دلائل دینا شروع کر دیے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے تمام دلائل سماعت فرما کر ایک ایک دلیل کو ردّ فرمایا، لیکن وہ لوگ اپنی ضد پر ڈٹے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔

یہ حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا، حضرت حسن رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اور حضرت حسین رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو لے کر نجران کے وفد کے پاس مباہلے کے لیے تشریف لائے۔ جب ان کے پادریوں نے یہ روشن چہرے دیکھے تو کہا کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو دنیا سے تمھارا نام ونشان تک مٹ جائے گا، چناں چہ انھوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کا عذاب اہلِ نجران کے نزدیک آ چکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انھیں جانور بنا دیا جاتا، ان کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور انھیں ملیا میٹ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے سارے نصاریٰ فنا کے گھاٹ اتر جاتے۔

وَفدِ عَبدُ القَیس

اس وفد میں بیس آدمی تھے۔ ان کے سردار کا نام منذر بن عائذ اور لقب ''اَشَجّ'' تھا۔ اشج زبان اور دل کا کھرا تھا، وفد عبد القیس کی بارگاہِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میں آمد سے پہلے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ کو خبر دی کہ مشرق سے کچھ سوار آ رہے ہیں جو اسلام قبول کریں گے۔ وفد عبد القیس کے لوگ جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ان کا والہانہ استقبال فرمایا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

انھوں نے حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چہرہ انور کی خوب صورتی کو دیکھ کر آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دست مبارک اور پائے اقدس کو بوسے دے کر محبت وعقیدت کا اظہار کیا۔ اس وفد کے سردار نے حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس حاضری سے پہلے غسل کیا، عمدہ اور پاکیزہ کپڑے پہنے اور حلم اور وقار کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضری دی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس کی وضع اور آداب کو پسند کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ارشاد فرمایا: بلاشبہ دو خوبیاں تم میں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں: ایک حلم یعنی جلد بازی نہ کرنا اور امور و معاملات میں غور وفکر کرنا اور دوسری خوبی وقار ہے۔ دورانِ گفت گو میں آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حرمت والے مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کے بارے میں انھیں آگاہ کیا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو نماز، روزہ، زکوۃ اور غنیمت میں سے ادائے خمس کا حکم دیا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کے لیے دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عبدالقیس والوں کی بخشش فرما۔ یہ وفد دس دن حضور خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں رہا، قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کو تحفے تحائف دیے، اشجؓ کو بہت زیادہ مال عطا فرمایا اور ان کو واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

اس سبق میں ہمیں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات سے یہ درس ملتا ہے کہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے، معاملات میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے اور امور و معاملات کی انجام دہی میں غور وفکر کرنا چاہیے اور اپنی ذاتی زندگی میں وقار واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) عام الوفود سے مراد ہے:

(الف) وفود کا سال (ب) وفود کا دن (ج) وفود کی صدی (د) وفود کا مہینا

(ii) بنی تمیم کے سامنے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بطور خطیب کس شخصیت کو پیش کیا؟

(الف) حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه (ب) حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه

(ج) حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه (د) حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا:

(الف) مسجد نبوی میں (ب) مسجد قُبا میں

(ج) حضرت ایوب انصاری رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کے گھر (د) سرائے میں

(iv) وفد بنی تمیم کی قیادت کر رہا تھا:

(الف) اقرع بن حابس (ب) مالک بن فہر

(ج) عبداللہ بن ابی (د) اشج

(v) وفدعبدالقیس کے سردار اشج میں دو نمایاں خوبیاں تھیں:

(الف) حلم اور وقار (ب) رواداری اور بردباری

(ج) صبر و تحمل (د) انکسار و تواضع

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) عام الوفود کا معنیٰ اور مفہوم بیان کریں۔

(ii) وفد عَبدُالقیس کے سردار کا نام لکھیں۔

(iii) وفدعبدالقیس کے بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے کون سی دعا فرمائی؟

(iv) وفدعبدالقیس کے سردار نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے کیا اہتمام کیا؟

(v) وفد بنو تمیم کو بارگاہِ رسالت میں حاضری کے کیا آداب سکھائے گئے؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) وفد بنی نجران کے بارگاہ رسالت میں حاضری کا احوال بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ اساتذہ کرام کی مدد سے دس وفود پر مشتمل ایک فہرست تیار کریں اور اسے کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ معروف کتبِ سیرت کی روشنی میں طلبہ سے وفود پر مشتمل ایک فہرست تیار کروائیں، جس میں وفد اور سردار کا نام، علاقہ، قبیلہ اور سال/مہینہ وغیرہ شامل ہوں۔

☆ طلبہ کے مابین نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی وفود سے ملاقات اور اس دوران میں ہونے والے مکالمے پر مذاکرہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

اُسوۂ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور ہماری عملی زندگی

(1) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا بچپن اور جوانی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بچپن اور جوانی کے واقعات و معمولات کو جان سکیں۔

☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا بہن بھائیوں اور دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش طبعی وغیرہ سے آگاہ ہو سکیں۔

☆ جوانی میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بے مثل عفت وحیا، شجاعت و بہادری اور حُسنِ معاملات کے واقعات کو جان سکیں۔

☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بچپن اور جوانی میں دوسروں کی راحت رسانی اور خدمتِ خلق کے جذبے کو اپناتے ہوئے معاشرے کی بہتری میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

حضرت محمد رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ولادت باسعادت 12-ربیع الاول، بروز پیر بمطابق 22-اپریل 571 عیسوی کو ہوئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے انتقال فرما چکے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پیدائش کے چھٹے سال بعد وصال فرما گئیں۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے دادا جان حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِب نے آپ کی پرورش کی۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عمرِ مبارک آٹھ سال ہوئی تو وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دادا کی وفات کے بعد شفیق چچا حضرت ابو طالب نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پرورش کی۔ اہلِ عرب کے رواج کے مطابق دیہات میں پرورش کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو قبیلہ بنو سعد کی ایک نیک خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ساتھ لے گئیں، چار سال تک آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وہیں رہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ایک روز مجھ سے کہنے لگے: امّاں جان! میرے بہن بھائی دن بھر نظر نہیں آتے، یہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: امّاں جان! آپ مجھے بھی میرے بہن بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیجیے۔ چناں چہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اِصرار پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم روزانہ جہاں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریاں چرتی تھیں، تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم! آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی

نبوت پر دلالت کرنے والی ایک خاص نشانی نے مجھے آپ کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایامِ طفولیت میں گہوارے کے اندر چاند کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور انگلی مبارک کے ساتھ جس طرف اشارہ فرمایا کرتے تھے، چاند اُسی طرف جھک جاتا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: میں اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اور وہ میرے ساتھ باتیں کرتا تھا اور مجھے رونے نہیں دیتا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ، ۱: ۵۳)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والا سب سے اوّل کلام اللہ کی حمد وثنا پر مبنی تھا۔ جب حضورِ اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکّہ مکرّمہ واپس پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُمِّ اَیمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں۔

راحت رسانی اور خدمتِ خلق

ایک دفعہ عرب میں سخت قحط پڑ گیا تو سردارانِ عرب، کعبہ کے متولی حضرت ابوطالب کے پاس آئے، انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ساتھ لیا، حرم میں دیوارِ کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہوئے۔ دعا کے درمیان حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں اور فوراً ہی اس زور کی بارش برسی کہ زمین سیراب ہوگئی، جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا، چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز وشاداب ہوگئیں اور قحط ختم ہوگیا۔

(الملل والنحل: ج: ۲، ص: ۲۴۹)

پورے عرب کے مظلوموں کی راحت رسانی اور قیامِ امن کے لیے آپ نے 'حلف الفضول' نامی معاہدے میں بھی شرکت فرمائی۔ اس معاہدے کے شرکا نے یہ طے کیا کہ ملک سے بدامنی کو دور کریں گے، مظلوموں، مسافروں اور غریبوں کی حفاظت اور مدد کریں گے، کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔ اس معاہدے سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اتنی خوشی ہوئی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرمایا کرتے تھے، اگر اس معاہدے کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اپنی مدد کے لیے پکارا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس کی دادرسی فرمائی۔

عفت وحیا

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم حیا کے پیکر تھے۔ آپ کی عفت وحیا کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ (صحیح بخاری: 3562)

اس زمانے میں گھروں میں باقاعدہ طہارت خانوں کا رواج نہیں تھا۔ قضائے حاجت کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم آبادی سے دُور دراز تک نکل جاتے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم آبادی سے بہت دور چلے جاتے، یہاں تک کہ کوئی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ (سنن ابی داوٗد: 2)

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

بہن بھائیوں اور دوستوں سے حُسنِ سلوک

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے سگے بہن بھائی نہیں تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شیما نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کو گود میں کھلایا کرتی تھیں اور پنگھوڑے میں لوریاں دیتی تھیں۔

غزوۂ حنین میں حضرت شیما قیدیوں میں شامل تھیں۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کو اپنا تعارف کروایا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے بڑی عزت افزائی فرمائی، چادر بچھائی، احترام سے بٹھایا اور ارشاد فرمایا: مانگو تمھیں دیا جائے گا، قیدیوں کی سفارش کرو، انھیں تمھاری وجہ سے امان دی جائے گی۔ پھر ان کی سفارش پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے چچا ہیں۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم اس دوہرے رشتے کی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بہت شفقت اور محبت کے جذبات رکھتے تھے۔ ہمیشہ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ غزوہ احد میں ان کی شہادت پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم بہت غمگین ہوئے اور بعد ازاں کثرت سے ان کی قبر پر جایا کرتے تھے۔

اعلانِ نبوت سے پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر فہرست ہیں۔ یہ تمام احباب نہایت ہی بلند اخلاق اور باوقار لوگ تھے، آپ کے اپنے دوستوں سے تجارتی تعلقات بھی تھے۔ حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے ساتھ شریک رہے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کا معاملہ اپنے تجارتی شرکا کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا۔

شجاعت و بہادری اور حُسنِ معاملات

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی مبارک زندگی شجاعت و بہادری اور حسنِ معاملہ کا پیکر تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے اوصافِ جمیلہ کے اولین گواہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ غزوۂ حنین میں جب اسلامی لشکر دشمنوں کے نرغے میں آ گیا تو اس وقت بھی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم پریشان نہیں ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم پر گھبراہٹ کے بالکل آثار نہ تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم پوری استقامت کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں کھڑے یہ فرما رہے تھے:

"میں نبی برحق ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب جیسے سردار کا بیٹا ہوں۔"

حضرت برا بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں دیکھا گیا۔ (جامع ترمذی:1688)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے حُسنِ معاملہ کا عالم یہ تھا کہ جب قریشِ مکّہ حجرِ اسود کی تنصیب کے موقع پر دست و گریباں ہونے کے قریب تھے، تب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے حکمتِ عملی سے اتنے بڑے فتنہ و فساد سے تمام اہلِ مکّہ کو بچا لیا، حجرِ اسود کو ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے کے معتبر افراد کو چادر پکڑنے کو کہا، جب تمام افراد نے چادر پکڑی تو آپ نے حجرِ اسود کو اٹھا کر اپنی جگہ پر نصب فرما دیا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تاریخ پیدائش ہے:

(الف) 18 اپریل 571ء (ب) 22 اپریل 571ء (ج) 24 اپریل 571ء (د) 26 اپریل 571ء

(ii) داداجان حضرت عبد المطلب کے انتقال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عمر مبارک تھی:

(الف) چھے سال (ب) آٹھ سال (ج) دس سال (د) بارہ سال

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بچپن میں عرب میں قحط پڑا تو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کیا کیا؟

(الف) امداد کے طور پر غلہ دیا (ب) اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کی

(ج) دعا کے دوران میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی (د) زم زم کے کنویں پر گئے

(iv) جس معاہدے کو حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب قرار دیا:

(الف) میثاق مدینہ (ب) صلح حدیبیہ (ج) حلف الفضول (د) مؤاخات مدینہ

(v) حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رضاعی بہن کا اسم گرامی ہے:

(الف) حضرت شیما رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iii) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے کون سا دوہر ارشتہ تھا؟

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا بہن بھائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں دوسروں کی راحت رسانی اور خدمت خلق پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- کمرا جماعت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بچپن اور جوانی کے واقعات پر گفت گو کریں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں خدمتِ خلق کی چند مثالیں تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بچپن اور جوانی میں عزیز و اقارب، قریبی دوستوں بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ساتھ پیش آنے والے واقعات پر طلبہ کے ساتھ گفت گو کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(2) حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ذوقِ عبادت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ذوقِ عبادت سے آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عبادت کے واقعات و معمولات سے واقف ہو سکیں۔
- ☆ عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے خشوع و خضوع کے بارے میں جان سکیں۔
- ☆ عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ عبادت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ذوق و شوق، خشوع و خضوع کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکیں۔
- ☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اعتدال و میانہ روی کے واقعات کی روشنی میں عملی زندگی میں اعتدال کی صفت کو پیدا کر سکیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اعلانِ نبوّت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت فرماتے تھے۔ عبادت میں یک سوئی حاصل کرنے کے لیے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم غارِ حرا میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی غار میں عبادت کے دوران میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ نمازوں کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو خاص شغف تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرض روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔

ذوقِ عبادت

نماز اور کثرتِ عبادت کی وجہ سے رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاؤں مبارک میں وَرم آ جاتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اتنی تکلیف برداشت کرتے ہیں، حالاں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم گناہوں سے پاک ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: "تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔" (جامع ترمذی:412)

نماز تمام عبادات میں سے افضل و اشرف عبادت ہے۔ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو نماز سے اس قدر محبت تھی کہ

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو جو خوشی، مسرت اور ذوق نماز میں حاصل ہوتا تھا وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہ ہوتا تھا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی رات کی عبادت کے بارے میں فرمایا:

"رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں سو جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر قیام کرتے اور سحری کرتے اور سحری کے قریب وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے۔ پھر جب اذان (فجر) سنتے تو تیزی سے اٹھ پڑتے۔" (صحیح بخاری:1146)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم عبادت کے لیے خود بھی کمر بستہ ہو جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی عبادت کے لیے جگاتے تھے۔

میانہ روی اور اعتدال

دینِ اسلام عبادات میں بھی میانہ روی اور اعتدال کا حکم دیتا ہے۔ عبادت میں میانہ روی سے یہ مراد ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے، اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرے اور ساتھ ساتھ اپنی صحت اور ضرورتوں کا بھی خیال رکھے۔ انسان اگر زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے احکام کے مطابق گزارتا ہے تو وہ لمحہ بھی عبادت شمار ہو گا۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عبادات میں میانہ روی اور اعتدال اپنانے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو، عبادت بھی کرو اور آرام بھی، روزے بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی، کیوں کہ تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ (صحیح بخاری 6134)

حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی تعلیمات نے سرزمین عرب میں روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ خطہ زمین جہاں بتوں کی پرستش ہوا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی یاد تک دلوں سے محو ہو گئی تھی، ان کے خیالات کا رخ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف ہو گیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ذوقِ عبادت اور خشوع و خضوع سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منوّر کریں اور اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد کریں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے عبادت میں میانہ روی کا حکم دیا:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو (ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو

(ج) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو (د) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(ii) جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے پاؤں مبارک میں عبادت کے دوران میں ورم آ گئے تو آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(الف) کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں (ب) کیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کروں

(ج) کیا میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کروں (د) کیا میں عبادت کا حق ادا نہ کروں

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز کو قرار دیا:

(الف) آنکھوں کی ٹھنڈک (ب) آنکھوں کی روشنی (ج) آنکھوں کی چمک (د) دل کی روشنی

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ غارِ حرا تشریف لے جاتے تھے:

(الف) فرشتے سے ملاقات کے لیے (ب) تبلیغ کے لیے (ج) فضیلت کے لیے (د) یک سوئی کے لیے

(v) حدیث مبارک کے مطابق نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ رات کے کس حصے میں سوتے تھے؟

(الف) ابتدائی حصے میں (ب) آدھی رات کو (ج) آخری حصے میں (د) فجر کے بعد

2- مختصر جواب دیں:

(i) اعلانِ نبوّت سے پہلے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عبادت گزاری کا کیا عالم تھا؟

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ عبادت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے؟ ایک مثال دیں۔

(iii) حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رات کی عبادت کا کیا معمول بیان فرمایا ہے؟

(iv) عبادات میں اعتدال اور میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

(v) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے عبادت میں میانہ روی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو کیا نصیحت کی؟

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے ذوقِ عبادت اور خشوع و خضوع پر روشنی ڈالیں۔

(ii) دینِ اسلام نے عبادات میں میانہ روی اور اعتدال کے بارے میں کیا احکام دیے ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عبادت میں ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے حوالے سے گفت گو کریں۔

☆ عبادت کے سلسلے میں شب و روز کے معمولاتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں کمرا جماعت میں مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ عبادت کی مختلف صورتوں پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی عبادت میں ذوق و شوق اور خشوع و خضوع کے حوالے سے گفت گو کریں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(3) حضرت محمد مصطفٰی خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت و ایثار

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ اُسوۂ نبوی سے سخاوت و ایثار کی مثالیں جان سکیں۔
- ☆ سیرتِ طیبہ سے سخاوت و ایثار کی مختلف صورتوں (مالی، بدنی اور علمی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وصحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ معاشرتی زندگی میں سخاوت و ایثار کے فوائد کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے سخاوت و ایثار جیسی صفات کو اپنا سکیں۔
- ☆ اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سخاوت اور ایثار کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- ☆ سخاوت اور ایثار جیسی صفات کو روز مرّہ زندگی میں اپنا کر معاشرے کی ترقی کا باعث بن سکیں۔

سخاوت کا معنٰی کھلے دل سے خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال عطا فرمایا ہے، اس میں سے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے اس کے بندوں پر مال خرچ کرنا سخاوت کہلاتا ہے۔ انسان اگر اپنی ضرورت اور حاجت ہونے کے باوجود خرچ کرے تو یہ بہترین سخاوت ہے، اسی کو ایثار کہا جاتا ہے۔ سخاوت کے مختلف طریقے ہیں: مثلاً فقرا اور مساکین کو کھانا کھلانا، یتیموں کی پرورش کرنا، بیواؤں کی مالی مدد کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے مختلف امور انجام دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ایثار کرنے والے لوگوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۛؕ (سُوْرَۃُ الْحشر: 9)

''اور وہ اپنے آپ پر (اُنھیں) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اُنھیں شدید حاجت ہو''

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سخاوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور کنجوس اللہ اور جنت سے دور اور آگ کے قریب ہے۔ (جامع ترمذی: 1968)

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

سخاوت کو اگر وسیع مفہوم میں دیکھا جائے تو مال و دولت کے ساتھ ساتھ علم، وقت اور صحت میں بھی انسان سخاوت کر سکتا ہے۔علم کی بات اس شخص کو بتانا جو واقف نہیں، یہ بھی سخاوت ہے۔کسی بیمار اور پریشان حال شخص کو وقت دے دینا جس سے اس انسان کا دل بہل جائے، یہ بھی سخاوت ہے صحت مند آدمی کا کسی بیمار، بوڑھے اور کمزور شخص کے کسی معاملے میں مدد کرنا بھی سخاوت ہے۔

اُسوۂ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور سخاوت وایثار

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے جو کچھ مانگا جاتا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم عطا فرما دیتے، ایک شخص حاضر ہوا اور سوال کیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اسے صدقے کے مال میں سے اتنی بکریاں دینے کا حکم فرمایا کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیتیں، وہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم اسلام لے آؤ، بے شک محمد رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ محتاجی کا خوف نہیں رہتا۔(صحیح مسلم:2312)

ایک مرتبہ رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں بھوکا ہوں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی کسی زوجہ کے پاس مہمان کے کھانے کے انتظام کا پیغام بھیجا، انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں، پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس پیغام بھیجا، انھوں نے بھی اسی طرح کہا، حتیٰ کہ سب نے اسی طرح کہا۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا آج رات کون اس شخص کو مہمان بنائے گا؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا یا رسولَ اللہ! میں اس کی ضیافت کروں گا۔وہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا تمھارے پاس کھانے کے لیے کیا کچھ ہے؟ بیوی نے کہا صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔انھوں نے کہا ان کو بہلا کر سُلا دو اور جب مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں پھر سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا کھا لیا جب صبح ہوئی تو وہ صحابی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تم نے جس طرح رات کو اپنے مہمان کی ضیافت کی ہے، اس سے اللہ بہت خوش ہوا۔ (صحیح مسلم:2054)

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات اگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا اور کوئی مانگنے والا آ جاتا تو اپنی ضمانت دے کر مطلوبہ شے کسی سے لے کر حاجت مند کی ضرورت پوری فرما دیتے۔ایک شخص آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کسی چیز کا سوال کیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت میرے پاس کوئی شے نہیں، ہاں تم میری ضمانت پر اپنی مطلوبہ اشیا خرید لو جب ہمارے پاس کچھ آ جائے گا ہم اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔ (شمائل ترمذی:338)

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے کبھی انکار کیا ہو۔ (صحیح مسلم:2311)

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے قول اور عمل میں نہ صرف سخاوت کا خود ایک نمونہ تھے، بلکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سخاوت اور ایثار کی ترغیب و تلقین بھی فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دیوانہ وار آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ترغیب پر اپنا مال و اسباب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے قدموں پر ڈھیر فرما دیتے تھے۔غزوہ تبوک 9 ہجری کے موقع پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: آج کوئی ایسا شخص ہے جو لشکر کی تیاری میں میری مدد کرے تو میں اس کو جنت کی بشارت دیتا

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب مال واسباب آپ کی بارگاہ میں نچھاور کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامانِ جہاد سے لدے سیکڑوں اونٹ اور اشرفیاں بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیں۔

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سخاوت اور ایثار و قربانی کا پیکر تھے۔ ایک بار سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزے سے تھے، کہ افطار کے وقت سائل نے دستک دی کہ وہ بھوکا ہے تو سب کچھ اس کو عطا کر دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ہمیں بھی سخاوت و ایثار کی صفات اپنانی چاہیں، کیوں کہ سخاوت و ایثار سے جہاں افرادِ معاشرہ کی مدد ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ سخاوت، انسانی دل سے مال و دولت کی لامحدود محبت اور لالچ ختم کر دیتی ہے، جس کے بعد انسان کو اطمینانِ قلب جیسی نعمت نصیب ہوتی ہے۔ سخاوت سے بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

مشق

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) سخاوت سے مراد ہے:
(الف) کھلے دل سے خرچ کرنا (ب) فضول خرچی کرنا
(ج) منع کرنا (د) روک لینا

(ii) علمی سخاوت سے مراد ہے:
(الف) کسی کو علمی بات سمجھانا (ب) کسی پر مال خرچ کرنا
(ج) کسی کو وقت دینا (د) تیمارداری کرنا

(iii) یتیموں کی پرورش کرنا اور عوامی فلاح و بہبود کے کام انجام دینا کہلاتا ہے:
(الف) صبر و تحمل (ب) سخاوت و ایثار
(ج) عفو و درگزر (د) رواداری

(iv) انصاری میزبان نے مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
(الف) خود بھوکے رہے اور اس کو کھلایا (ب) بچوں کے ساتھ اسے کھانا کھلایا
(ج) اسے مال و دولت عطا کیا (د) اسے کھجوریں عطا کیں

(v) غزوہ تبوک کے موقعے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں پیش کیا:

(الف) گھر کا سارا مال　　(ب) 1100 اونٹ

(ج) گھر کا آدھا مال　　(د) 1000 دینار

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) سخاوت و ایثار سے کیا مراد ہے؟

(ii) سخاوت کی اہمیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان بیان کریں۔

(iii) انصاری صحابی کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مہمان کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

(iv) سخاوت کی مالی، بدنی اور علمی صورتوں کی وضاحت کریں۔

(v) غزوہ تبوک کے موقعے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا مال نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) سیرتِ طیّبہ سے سخاوت کو مثالوں سے واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ اپنے جیب خرچ میں سے جمع شدہ رقم اور اشیا کے ذریعے سے فلاحی کاموں میں حصّہ لیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بے مثال سخاوت اور بے پناہ جذبہ ایثار پر گفت گو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- نشان دہی کریں کہ روزمرہ زندگی میں سخاوت اور ایثار کی ضرورت کن کن مواقع پر پیش آتی ہے؟
- طلبہ کو ہدایت کی جائے کہ وہ بخل سے پناہ مانگنے کی مسنون دُعا پڑھنے کو اپنا معمول بنائیں اور بخل سے عملی زندگی میں اجتناب کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

باب چہارم

اَخلاق وآداب

(1) شکروقناعت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں اَخلاقِ حَسنہ، شکروقناعت کے معنٰی ومفہوم کو جان سکیں۔
- ☆ شکروقناعت کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ روزمرّہ کے معاملات میں شکروقناعت اختیار نہ کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ سیرتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے شکروقناعت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- ☆ عملی زندگی میں شکروقناعت کے معاشرتی فوائد وثمرات سے استفادہ کرسکیں۔
- ☆ شکروقناعت کی مثالوں سے سبق حاصل کرسکیں۔
- ☆ عملی زندگی کے معاملات میں شکروقناعت کا مظاہرہ کرسکیں۔
- ☆ شکروقناعت کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کرسکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

شکر کا لغوی معنٰی احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا ہے۔ قناعت کا معنٰی قسمت پر راضی رہنا ہے۔ اصطلاحی معنٰی میں قناعت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق دیا جا رہا ہے اس پر اس کا نفس راضی رہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (سُوْرَۃُ ابراھیم :7)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ نے اسے جو دیا، اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔ (صحیح مسلم:1054)

قناعت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان اسباب کی تلاش ہی چھوڑ دے، بلکہ کوشش کرتا رہے اور محنت کے بعد جو مل جائے، اس پر راضی رہے۔ شکر اور قناعت دو ایسے عظیم اوصاف ہیں، جن سے متّصف ہو کر انسان اپنے پروردگار کے قریب ہو سکتا ہے اور خوشی سے زندگی گزار سکتا ہے۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے اس کا شکر ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا تو اس نے ناشکری کی''

(سنن ابی داؤد:4814)

ایک دوسرے مقام پر شکر کے اجر کے متعلق نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنے والا (اجر و ثواب میں) صبر کرنے والے روزہ دار کے برابر ہے'' (جامع ترمذی:2486)

اگر انسان شکر اور قناعت نہ کرے تو ہمہ وقت حصولِ دولت اور وسائل کے لیے کوشاں رہتا ہے جو اس کا دلی اطمینان چھین لیتا ہے اور روز بروز اس کی صحت خرابی کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے اور راحت و سکون اس کی زندگی سے نکل جاتا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم شکر گزاری کا عملی پیکر تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے شکر اور قناعت کی مختلف صورتوں اور طریقوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو جب بھی کوئی نعمت حاصل ہوتی تو آپ فوراً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ انسان کو ملنے والی ہر نعمت صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اسے چاہیے کہ وہ دنیا کی نعمتوں پر غور و فکر کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان اور مسلمان بنایا، اس نے ہمیں زندہ رہنے کے لیے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جیسے ہوا، پانی، روشنی اور غذا وغیرہ۔ شکر گزار بننے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

عملی زندگی میں شکر گزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال، حسن و جمال، رزق اور دیگر نعمتوں میں اپنے سے کم تر درجے والے کو دیکھے، تا کہ اسے احساس ہو کہ مجھے میرے ربّ نے زیادہ عطا کیا ہے۔ یہی جذبات اس کو شکر کی طرف لے آتے ہیں، شکر و قناعت سے ہی عبادت میں سکون ملتا ہے، ورنہ انسان لامحدود اور پُر تعیُّش سامانِ زندگی کے پیچھے دوڑ دوڑ کر خود کو تھکا دیتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیر خواہ دوستوں اور رشتہ داروں کا بھی شکر ادا کریں، کیوں کہ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

''جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا'' (جامع ترمذی:1955)

انسانوں کے شکر کا بہترین طریقہ ان کی نیکی اور بھلائی کے جواب میں جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہنا ہے۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا

(اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلہ دے) کہا، اس نے اس کی پوری پوری تعریف کر دی۔ (جامع ترمذی:2035)

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) شکر کا لغوی معنٰی ہے:

(الف) احسان ماننا (ب) خرچ کرنا (ج) تلاش کرنا (د) طلب کرنا

(ii) قناعت سے مراد ہے کہ انسان کو جو رزق ملے:

(الف) اس پر راضی رہے (ب) اس کو کم سمجھے (ج) اس میں کثرت سے خرچ کرے (د) اس میں کنجوسی کرے

(iii) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کہنا چاہیے:

(الف) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (ب) سُبْحَانَ اللّٰهِ (ج) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (د) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

(iv) کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا اجر برابر ہے:

(الف) روزے دار کے (ب) مجاہد کے (ج) مسافر کے (د) سخی کے

(v) بھلائی کرنے والے شخص کو جواب میں کہنا چاہیے:

(الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (ب) جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا

(ج) يَرْحَمُكَ اللّٰهُ (د) اَللّٰهُ اَكْبَرُ

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) شکر و قناعت کا معنٰی و مفہوم لکھیں۔ (ii) شکر و قناعت اختیار نہ کرنے کے نقصانات لکھیں۔

(iii) حدیثِ مبارک کے مطابق نعمت کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے کے لیے کیا اجر ہے؟

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شکر گزاری کی ایک مثال تحریر کریں۔

(v) لوگوں کا شکر ادا کرنے کی اہمیت پر ایک حدیث مبارک لکھیں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں شکر و قناعت کی اہمیت اور معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت سے شکر و قناعت کے واقعات پر گفت گو کریں۔

☆ شکر و قناعت پر تحقیقی مضمون تحریر کریں۔

☆ طلبہ اپنی روز مرّہ زندگی سے ایک دوسرے کو شکر کے واقعات سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو رسولِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اُسوہ حسنہ سے شکر و قناعت کے چند واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔

Web Version of FCTB Textbook
Not For Sale

(2) امانت و دیانت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قرآن و سنّت کی روشنی میں امانت و دیانت کے معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔
- ☆ امانت و دیانت کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ سیرتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے امانت و دیانت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- ☆ عملی زندگی میں بد دیانتی اور دھوکا دہی کے نقصانات سے آگاہ ہو سکیں۔
- ☆ امانت و دیانت کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- ☆ روزمرہ کے معاملات میں امانت و دیانت کا مظاہرہ کر سکیں۔
- ☆ عملی زندگی میں امانت و دیانت کے معاشرتی فوائد و ثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
- ☆ امانت و دیانت کو اپنا کر مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

امانت و دیانت سے مراد کسی بھی شے اور کام کو اس کے درست تقاضوں کے مطابق انجام دینا ہے۔ امانت و دیانت کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، بلکہ اسلام میں اس کا تصور نہایت وسیع ہے اور امانت و دیانت کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے۔ سب سے بڑی امانت داری خالقِ کائنات سے انسانوں کا وہ عہد ہے جس کی پاسداری کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے، باقی تمام امانتیں اسی بنیادی تصور سے وابستہ ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائی بھی ان میں داخل ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا (سُوْرَةُ النِّسَاء: 58)

"بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حق داروں کے سپرد کرو۔"

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا:

لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَّا أَمَانَةَ لَهٗ (مسند احمد: 5140)

"اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت پوری نہیں کرتا۔"

امانتوں کی ادائی کا سلسلہ حکمرانِ وقت سے شروع ہو کر ایک خادم تک آتا ہے، حکمران اپنے فرائض ادا کریں، رعایا کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کریں، عدل قائم کریں اور عہدہ و منصب، اہل لوگوں کے سپرد کریں، علما، دینِ حق لوگوں کو پہنچانے کی امانت ادا کریں، مال دار اور اَغنیا اپنے اَموال میں سے غربا و مساکین کی معاونت کا فریضہ ادا کریں، لوگ دفاتر میں اپنے اوقات کی پابندی کریں، یہ سب

امانت و دیانت کی صورتیں ہیں۔ نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

''امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے، اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔''

(جامع ترمذی:1264)

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ امانت داری کا پیکر تھے، اس لیے کافر اور مشرک بھی آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کی رات تک اہلِ مکّہ کی امانتیں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس تھیں جو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے حوالے کیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ایک مرتبہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے ابوسفیان (جو ابھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) سے سوال کیا کہ مکّہ مکرّمہ میں جو شخص نبوّت کے دعوے دار ہیں وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ تو ابوسفیان نے گواہی دی کہ وہ نماز، سچائی، پاک دامنی، ایفائے عہد اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں، ہرقل نے کہا کہ یہ باتیں نبی ہی کی صفات ہو سکتی ہیں۔ (صحیح بخاری:2681)

انسان کی زندگی ایک بہت بڑی امانت ہے، اسی وجہ سے اپنی زندگی کو بھی ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے جسم کو جان بوجھ کر کسی قسم کا نقصان پہنچانا حرام ہے۔

اسلام میں ہر شخص کو اس کے دائرہ کار میں امانتیں سونپی گئی ہیں۔ خواہ وہ خاندان کا سربراہ ہو، شوہر ہو، غرض سب سے ان کی امانتوں سے متعلق پوچھا جائے گا۔ کسی کے راز کو افشا نہ کرنا بھی امانت داری ہے۔ مشورہ بھی امانت ہوتا ہے، لہٰذا ہمیشہ کسی کو اچھا مشورہ دینا چاہیے اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھواتا ہے تو امین اس امانت کو استعمال نہیں کر سکتا۔ مجلس میں جو بات کہی جائے، وہ اس مجلس کی امانت ہے۔ اہلِ مجلس کی اجازت کے بغیر مجلس کی باتوں کو دوسروں سے بیان کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے، پھر وہ چلا جائے، تو وہ بات سننے والے کے نزدیک امانت ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے، کسی کے سامنے وہ بات اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر بیان نہ کرے، اگر بیان کر دے تو خیانت ہوگی۔ (جامع ترمذی:1909)

اگر انسان ایک دوسرے کے ساتھ امانت و دیانت والے معاملات کرتے رہیں گے تو معاشرہ پرسکون رہے گا، لوگوں میں اعتماد کی فضا بحال رہے گی، بددیانتی اور دھوکا دہی سے انسانی معاشروں میں بداعتمادی اور انتشار جیسے منفی رجحانات فروغ پاتے ہیں اور انسان کی تخلیق کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں اور انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے عظیم مرتبے سے نیچے گر جاتا ہے، بلکہ جنت جیسی دائمی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امانت و دیانت کو اپنائیں، تاکہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی اور فلاحی معاشرہ بن سکے اور ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) امانت و دیانت کا تعلق ہے:

(الف) مالی معاملات سے (ب) ملازمت سے (ج) تجارت سے (د) زندگی کے ہر شعبے سے

(ii) ہجرتِ مدینہ کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس امانتیں موجود تھیں:

(الف) کفارِ مکہ کی (ب) اہل مدینہ کی (ج) یہود کی (د) اہلِ طائف کی

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حکم سے کفارِ مکہ کو امانتیں واپس لوٹائیں:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(iv) کسی کے راز کی حفاظت کرنا کہلاتا ہے:

(الف) امانت داری (ب) صلہ رحمی (ج) کفایت شعاری (د) عفوودرگزر

(v) حدیثِ مبارک کے مطابق مجلس میں کی گئی بات ہے:

(الف) امانت (ب) فیصلہ کن بات (ج) آخری بات (د) نہ بھولنے والی بات

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) امانت داری سے کیا مراد ہے؟

(ii) قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ کی روشنی میں امانت کی اہمیت بیان کریں۔

(iii) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرقل کے دربار میں کیا جواب دیا؟

(iv) بددیانتی اور دھوکا دہی کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

(v) امانتوں کی ادائی کے سلسلہ میں افرادِ معاشرہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں امانت کی اہمیت اور اقسام بیان کریں۔

(ii) سیرتِ طیبہ سے امانت کی کوئی ایک مثال بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ اساتذہ کرام کی مدد سے نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے امانت و دیانت کے واقعات پر گفت گو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ امانت کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں پر جماعتی مذاکرہ کروائیں۔

☆ طلبہ کے گروپ بنائیں ہر گروپ امانت پر مشتمل چند ذاتی مثالیں اپنے ہم جماعت دوستوں کے سامنے پیش کرے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

بُری عادات سے اِجتناب

(1) تکبّر

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ قرآن و سنّت کی روشنی میں تکبّر کا مفہوم جان سکیں۔ ☆ تکبّر کی مذمت اور وعید کو جان سکیں۔

☆ اُسوۂ رسولِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے تکبّر کے بارے میں تعلیمات جان سکیں۔

☆ تکبّر سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں تکبّر سے محفوظ رہ سکیں۔

☆ تکبّر کی وجہ سے ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات سے سبق سیکھ سکیں۔

انسان کا اپنے آپ کو افضل اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبّر ہے۔ انسان کی باطنی بیماریوں میں تکبّر بہت بُری اور بڑی بیماری ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو متکبّر اور مغرور کہا جاتا ہے، اس طرح کا شخص گویا کہ خود کو دھوکا دے رہا ہوتا ہے۔

تکبّر کی تین مختلف صورتوں میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود کو شریک ٹھہرانا ہے، جیسے فرعون اور نمرود نے ربّ ہونے کا دعویٰ کیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انبیا کرام و رسل عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کی گئی ان عظیم شخصیات سے بغض رکھا جائے، ان کی اطاعت و پیروی نہ کی جائے۔ جس طرح بعض اہلِ مکہ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کا صرف اس لیے انکار کیا کہ بنو ہاشم کے خاندان میں جناب عبداللہ کے گھر ایک یتیم بچہ بڑا ہو کر کس طرح نبوت کا دعوے دار ہو سکتا ہے؟ ان کا موقف تھا کہ نبوت کسی بڑے شہر میں کسی بڑے مال دار آدمی کا حق تھا۔ اس اعتراض کو قرآنِ مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے یہ قرآن کیوں نہیں نازل ہوا (مکّہ اور طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر؟ (سُوْرَۃُ الزُّخرف: 31)

تکبّر کی تیسری صورت یہ ہے کہ دوسرے انسانوں کے مقابلہ میں خود کو بڑا تصوّر کیا جائے اور انسانی مساوات کے تصوّر کو بھی قبول نہ کیا جائے۔ انسان کے اندر تکبّر بعض اوقات کثرتِ علم سے پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات عبادت و ریاضت، مال و دولت کی کثرت، حسب اور نسب پر فخر، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی کے حصول، حسن و جمال اور طاقت و قوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ تکبّر کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾

ترجمہ: وہ آخرت کا گھر ہے، جسے ہم نے بنایا ہے ان لوگوں کے لیے جو نہ زمین میں بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد اور نیک انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ (سُوْرَۃُ القصص: 83)

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبّر ہوگا، وہ جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم:91)

غرور و تکبّر کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے حق بات کا انکار کرنا، دوسروں کو حقیر جاننا اور زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا، کپڑے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا، اپنے سے کم مال و دولت والے کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرنا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو ناپسند کرنا۔ اس کے برعکس کسی کو سلام میں پہل کرنا، کسی شخص کی نصیحت کو قبول کرنا، غصہ نہ کرنا اور کسی کو حقیر نہ سمجھنا تکبّر کا خاتمہ کرتا ہے اور انسان کے دل میں عاجزی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس نے انکار کیا اور اس کے انکار کی وجہ یہی تکبّر تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

(سُوْرَۃُ الْبَقَرۃ:34)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبّر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

انسان جب تکبّر میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنی جھوٹی انا کے تحفّظ کے لیے بُرے اخلاق کا سہارا لیتا ہے اور ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کی خود ساختہ عزّت کو بچا سکے۔ اس نحوست کی وجہ سے انسان جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ انسانی معاشرے میں امن کی زندگی نہیں گزار سکتا، ایسے شخص کو اطمینانِ قلب جیسی عظیم کیفیت سے محروم رہنا پڑتا ہے، لامحالہ اس کا انجام دنیا اور آخرت میں ذلیل ہونا ہوتا ہے، متکبّر آدمی اپنے قریب بیٹھنے والوں سے نفرت کرتا ہے، مریضوں اور بیماروں سے بھاگتا ہے، آدمی گھر کے کام کاج میں حصہ نہیں لیتا۔ اس بیماری سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اور انبیا کرام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے غرور و تکبّر سے باز رہیں، تا کہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) تکبّر سے مراد ہے:

(الف) خود کو دوسروں سے افضل سمجھنا (ب) کثرت سے مال خرچ کرنا

(ج) تنہائی کو اختیار کرنا (د) دوسروں سے نفرت کرنا

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(ii) ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) تکبّر کی وجہ سے (ب) مال و دولت کی وجہ سے

(ج) کثرتِ علم کی وجہ سے (د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے

(iii) زمین پر اکڑ کر چلنا ایک صورت ہے:

(الف) تکبّر کی (ب) عاجزی کی (ج) صلہ رحمی کی (د) رواداری کی

(iv) حدیثِ مبارک کے مطابق کون سا شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا؟

(الف) رائی کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا (ب) گندم کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا

(ج) جو کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا (د) چنے کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا

(v) متکبّر شخص محروم ہو جاتا ہے:

(الف) محنت سے (ب) مال سے (ج) نوکری سے (د) اطمینانِ قلب سے

2۔ **مختصر جواب دیں:**

(i) تکبّر کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) تکبّر کی مذمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان لکھیں۔

(iii) تکبّر کی کوئی سی دو صورتیں تحریر کریں۔

(iv) نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے تکبّر کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

(v) کن اعمال سے تکبّر کا خاتمہ ممکن ہے؟

3۔ **تفصیلی جواب دیں:**

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں تکبّر کی مذمت اور وعید تحریر کریں۔

(ii) متکبّر انسان کن اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات کی روشنی میں تکبّر پر سیر حاصل بحث کریں۔

☆ گروہوں کی صورت میں تکبّر کے نقصانات کے بارے میں کمرا جماعت میں ایک مکالمے کا اہتمام کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو بتائیں اور عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ آپ کس طرح تکبّر سے بچتے ہوئے عاجزانہ رویہ اپنا سکتے ہیں؟

☆ تکبّر کے نقصانات کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

بُری عادات سے اِجتناب

(2) حَسَد

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہوجائیں گے کہ

☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں حسد کا معنٰی ومفہوم جان سکیں۔
☆ رشک اور حسد میں فرق کرسکیں۔
☆ حسد کی وجوہات اور اسباب وعلامات جان سکیں۔
☆ اُسوہ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے حسد سے بچنے کے متعلق احکام سمجھ سکیں۔
☆ عملی زندگی میں حسد سے بچنے کے فوائد کی مثالیں بیان کرسکیں۔
☆ حسد سے ہونے والے انفرادی واجتماعی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
☆ حسد کی علامات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنا احتساب کرسکیں۔
☆ حسد سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں اس سے محفوظ رہ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

حَسَد سے مراد وہ کیفیت ہے، جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس یہ نعمت نہ ہوتی یا کاش دوسرے سے یہ نعمت چھین لی جائے۔لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کسی شخص کے پاس ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتی تو اس کو رشک کرنا کہتے ہیں۔

قرآن وسنّت میں حسد کو پسند نہیں کیا گیا، لیکن رشک کی اجازت دی گئی ہے، حسد کرنے والوں کو حاسد کہتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (سُوْرَةُ الْفَلَق:5)

ترجمہ: اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

سب سے پہلے ابلیس نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام سے حسد کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو سجدہ نہیں کیا۔جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے علم وفن، دولت وثروت یا منصب سے حسد کرتا ہے وہ ابلیس کے پیروکاروں میں شمار ہوتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد:4903)

رشک کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور کسی کی اچھی عادت اور عمل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے رشک کے جائز ہونے کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

''رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے۔

اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں دن رات خرچ کرتا رہا۔'' (صحیح بخاری:7529)

حسد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حاسد خود محنت نہیں کرتا، اگر وہ محنت کرتا تو اس کے پاس بھی اللہ کی نعمتیں ہوتیں اور وہ حسد کی آگ میں نہ جلتا۔ دوسری وجہ دعا نہ کرنا ہے، اس کے علاوہ دشمنی کے جذبات، حُبِّ دنیا، ہر وقت مال اور عہدے کے لالچ میں مست رہنا، حسد کی بنیادی علامات ہیں۔ حسد کا تعلق دل سے ہے افعال سے نہیں ہے لہٰذا جو شخص کسی بھی مسلمان کی برائی چاہے، وہ حاسد ہے۔ حاسد اپنا سب سے بڑا نقصان یہ کر رہا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو اس نے انسان پر کی ہیں، ان کو ناپسند کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان اس حد تک گر جاتا ہے کہ قتل و غارت پر بھی اتر آتا ہے۔ جس طرح قابیل نے حسد کرتے ہوئے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ انسان جب اس طرح کی گھٹیا حرکت کرتا ہے تو دنیا و آخرت میں ناکام ہو جاتا ہے۔ معاشرے کو مثبت کی بجائے منفی جذبات اور عوامل کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ یوں اپنی تخلیق کا مقصد بھی کھو بیٹھتا ہے اور مایوسی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، جیسا کہ یہودِ مدینہ محض حسد کی وجہ سے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں۔ خصوصاً جب رات کو سونے کے لیے بستر پر جائیں تو پورے دن کا تجزیہ کریں کہ میں نے دل میں کسی شخص کے بارے میں حسد تو نہیں رکھا۔ اگر خود کو اس طرح کے جذبات کا مرتکب پائیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کریں اور جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھیں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہر رات کو سونے سے پہلے حسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر سوتے تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس) اور آیت الکرسی پڑھتے اور اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر پورے جسم پر مل لیتے تھے۔

(صحیح بخاری:5748)

ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن و سنّت کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حسد سے بچیں، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں، جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھیں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) ابلیس نے کس سے حسد کیا؟

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام (ب) حضرت آدم علیہ السلام

(ج) حضرت نوح علیہ السلام (د) حضرت اسماعیل علیہ السلام

(ii) حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے:

(الف) آگ لکڑی کو (ب) غصہ عقل کو (ج) روشنی اندھیرے کو (د) بدی نیکی کو

(iii) کائنات میں سب سے پہلے قتل کی وجہ ہے:

(الف) حسد (ب) فضول خرچی (ج) کنجوسی (د) غیبت

(iv) یہودِ مدینہ کس وجہ سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے؟

(الف) حسد (ب) مال و دولت (ج) غرور (د) کنجوسی

(v) حدیث مبارک کے مطابق جن دو لوگوں سے حسد کرنا جائز ہے:

(الف) قاضی اور بادشاہ (ب) قاری اور سخی (ج) تاجر اور ملازم (د) عالم اور شاعر

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حسد کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) رشک اور حسد میں فرق لکھیں۔

(iii) حسد کے دو نقصانات تحریر کریں۔

(iv) حسد کی دو وجوہات بیان کریں۔

(v) سنتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی روشنی میں حسد سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) حسد کے بارے میں قرآن و سنّت کی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ حسد کے نقصانات پر مشتمل فہرست تیار کریں۔

☆ کن کن مواقع پر ہم حسد سے بچ سکتے ہیں؟ فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ حسد کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

باب پنجم

حُسنِ معاملات ومعاشرت

1۔ قَسَم کے احکام ومسائل

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ قسم کے معنیٰ ومفہوم اور اس کی صورتیں جان سکیں۔
- ☆ قسم اور حلف میں فرق جان سکیں۔
- ☆ قسم کی انفرادی اور اجتماعی اہمیت سمجھ سکیں۔
- ☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں قسم کے احکام اور مسائل سے واقفیت حاصل کرسکیں۔
- ☆ قسم کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ روز مرّہ معاملات میں قسم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرسکیں۔
- ☆ جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- ☆ قسم کی حساسیت سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں غیر ضروری قسموں سے اجتناب کرسکیں اور حلف کی پاسداری کرسکیں۔

قسم کو قرآن وحدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اوّلاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسنِ معاملات ومعاشرت کے ہی خلاف ہے۔ قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا اُن (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اُس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا اُنھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو)

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اِسی طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ:89)

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصوّر نہیں ہے۔

نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے:

بلاشبہ اللہ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم:4254)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضورِ اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی:1535)

قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفّارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم:4263)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفّارہ ادا کرے۔

قسم کا کفّارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ قسم کے حوالے سے چوتھی بات یہ ہے کہ جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔ ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔ روزمرّہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ ربّ العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظر رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) یمین کا معنٰی ہے:

(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ

(ii) کس قسم پر کفّارہ ہے؟

(الف) یمینِ منعقدہ (ب) یمینِ غموس (ج) یمینِ لغو (د) یمینِ فضول

(iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت ہے:

(الف) پانچ مسکینوں کو کھانا کھلانا (ب) چھے مسکینوں کو کھانا کھلانا

(ج) آٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (د) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

(iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(v) کس قسم سے منع کیا گیا ہے؟

(الف) آباؤ واجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسما کی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) قسم کا معنٰی و مفہوم لکھیں۔ (ii) قسم کی اقسام لکھیں۔

(iii) قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟ (iv) قسم توڑنے کا کفّارہ تحریر کریں۔

(v) جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ قسم سے متعلق احکام و مسائل پر گفت گو کریں۔

☆ طلبہ اپنا نمائندہ (مانیٹر) منتخب کر کے اس کی حلف برداری کی تقریب منعقد کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(2) گواہی کے اَحکام و مسائل

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ گواہی کے معنی اور مفہوم کو جان سکیں۔
☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔
☆ جھوٹی گواہی دینے اور گواہی کو چھپانے کی وعید جان سکیں۔
☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
☆ سچی اور جھوٹی گواہی کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
☆ روزمرّہ معاملات میں گواہی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بوقتِ ضرورت سچی گواہی دینے والے بن سکیں۔
☆ جھوٹی گواہی کی وعید کو سمجھتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

گواہی کے لیے قرآن وسنّت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

☆ کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل و دماغ میں بٹھانا
☆ معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

گواہی دینے والے کو 'گواہ' کہتے ہیں، معاملات کی نوعیت کے پیشِ نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ: 282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ: 283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے

خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو ''عینی شہادت'' کہتے ہیں۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو ''سمعی شہادت'' کہتے ہیں اور جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو ''شہادت علی الشہادت'' یعنی گواہی پر گواہی' دینا کہا جاتا ہے

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مَردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سُوْرَۃُ البقرۃ:282)

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (صحیح بخاری:4470)

جھوٹی گواہی کا وبال

رسولِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بُت پُوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سُوْرَۃُ الْحج:30)

سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات

سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساسِ ذِمّہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذِمّہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کاانتخاب کریں:

(i) گواہی کے لیے قرآنِ مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

(ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

(iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:۔

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iv) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے:

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شهادة على الشهادة

(v) جب صرف ایک گواہ موجود ہو تو گواہی ہے:

(الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) شہادت کا معنٰی ومفہوم بیان کریں۔ (ii) مرد وعورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔

(iii) گواہی کے دوران میں کن دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

(iv) عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

(v) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کی اہمیت واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- گواہی کے احکام پر جماعت میں مذاکرہ کریں۔
- قرآنِ مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیاتِ مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔
- جھوٹی گواہی کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- سچی گواہی کی عظمت، جھوٹی گواہی کی مذمت اور گواہی چھپانے کی وعید پر گفت گو کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

3۔ حُقُوقُ العِبَاد

ہمسایوں کے حقوق

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ حقوق العباد کا معنٰی اور مفہوم جان سکیں۔
- ☆ قرآن وسنّت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کی اقسام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے متعلق جان سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے حقوق پورے کرنے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ اپنی عملی زندگی میں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنا شعار بنا سکیں۔
- ☆ ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیوی واخروی نقصانات سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔

حقوقُ العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن وسنّت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیرخواہی پر مبنی ہو۔

حقوقُ العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیّت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیّت

قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ (سُوْرَةُ النِّسَاء: 36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآنِ مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ رشتہ دار پڑوسی   2۔ قریب رہنے والا پڑوسی   3۔ تھوڑی دیر کا پڑوسی

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری:6016)

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار، ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری:6015)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری:5627)

آداب:

- ☆ پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- ☆ جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- ☆ مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ☆ ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ☆ ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- ☆ مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ☆ ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ☆ ان کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔
- ☆ ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفت گو کریں۔
- ☆ پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
- ☆ دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔

حقِ پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

معاشرتی اثرات

ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاشرتی اثر ہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔ افرادِ معاشرہ ریاست کی ترقی میں مدد و معاون ثابت ہو رہے ہوتے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسنِ سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حقوق العباد سے مراد ہے:

(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق

(ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق

(ii) قرآنِ مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:

(الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف

(iv) حضرت جبریل علیہ السلام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟

(الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ

(v) قرآنِ مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:

(الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا

(ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق

2- مختصر جواب دیں:

(i) حقوق العباد کا معنیٰ اور مفہوم بیان کریں۔ (ii) قرآنِ مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

(iii) ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔ (iv) ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

(v) ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ قرآنِ مجید میں موجود ہمسایوں کے حقوق کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ ہمارے معاشرے میں ہمسایوں کو تکلیف دینے کی مروّجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم

حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے حالاتِ زندگی جان سکیں۔
- ☆ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا واقعہ کربلا میں کردار جان سکیں۔
- ☆ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی صفات، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
- ☆ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مقصد کی تکمیل میں حضرت امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا کردار جان سکیں۔
- ☆ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے اخلاق و صفات کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- ☆ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی قائدانہ صلاحیتوں سے واقفیت حاصل کرتے ہوئے انھیں عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

سیّدنا زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے خاندان کے عظیم فرد، حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحب زادے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب زین العابدین (عبادت گزاروں کی زینت) اور سید الساجدین (کثرت سے سجدہ کرنے والا) ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں 38 ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے دو سال اپنے دادا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، دس سال اپنے چچا حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور تئیس (23) سال اپنے والد حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تربیت میں گزارے اور مختلف علوم حاصل کیے۔

عبادت و ریاضت

امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی عبادت اور تقویٰ میں بڑی شہرت تھی، اس بنا پر انھیں 'زین العابدین' کہا جاتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے، اسی وجہ سے زین العابدین مشہور ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ جب نماز کے لیے وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا، پوچھنے والے کو بتاتے کہ تم نہیں جانتے کہ میں اب کس ذات کے سامنے جا کر کھڑا ہونے والا ہوں؟ غربا و مساکین اور دیگر مستحقین کی مدد کرنا آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ رات کے اندھیرے میں غربا و مساکین کی ضروریات پوری کرتے اور فرماتے کہ جو صدقہ رات کے اندھیرے میں دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

علم وفضل

سیدنا زین العابدین رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا علم وفضل سب کے ہاں مسلّمہ ہے۔علم اور دین کی مسند پر آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی پرورش ہوئی، دین میں آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ امام اور علم کا مینار تھے۔تقوٰی، عبادات اور خشوع وخضوع میں آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ اپنی مثال آپ تھے،حتیٰ کہ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے اپنے دور کے سب سے بڑے متقی اور فقیہ ہونے پر اہلِ اسلام کا اتفاق ہے۔آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے دور کے بہت بڑے محدث امام زہری رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے بارے میں فرماتے ہیں آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ سے افضل خاندانِ قریش میں، میں نے کوئی نہیں دیکھا۔مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کا فرمان ہے کہ سیدنا علی بن حسین رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ سے کوئی افضل شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔امام مالک رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ فرماتے ہیں کہ خانوادۂ رسول میں علی بن حسین رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ جیسا قدرومنزلت والا کوئی نہیں۔امام شافعی رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ نے انھیں مدینہ منورہ کا نامور فقیہ قرار دیا ہے۔

یہ اس مبارک دور کی بات ہے جب مدینہ منورہ میں نامور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُم اور معروف تابعین موجود تھے۔مدینہ منورہ میں آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ سے قرآن کی تفسیر، احادیثِ نبویہ کی روایت اور شریعت کے حلال وحرام کا علم حاصل کرنے والوں میں آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کے فرزند محمد باقر اور ان کے علاوہ زہری، عمرو بن دینار، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ جیسے اہلِ علم شامل ہیں۔ابوسلمہ اور امام طاؤس وغیرہ نے آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ سے احادیث بھی روایت کیں

حج کے موقعے پر جب ہشام بن عبدالملک (حاکمِ وقت) نے حضرت امام زین العابدین رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کو پہچاننے سے انکار کیا تو مشہور عرب شاعر فَرَزْدَق نے حضرت امام زین العابدین رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی شان میں جو قصیدہ پڑھا، اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

هَذَا الَّذِيْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ	یہ وہ ہیں جنھیں مکہ کی سرزمین ان کے قدموں کے نشانات سے پہچانتی ہے
وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ	اللہ کا گھر (خانہ کعبہ) اور مکہ سے باہر کی سرزمین اور حرم ان کو پہچانتا ہے
هَذَا ابْنُ خَيْرِ عِبَادِ اللهِ كُلِّهِمُ	یہ بہترین بندگانِ خدا کے فرزند ہیں
هَذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ	یہ پرہیزگار، پاک وپاکیزہ اور ہدایت کا پرچم ہیں

اخلاق وصفات

حضرت امام جعفر صادق رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ سے مروی ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام زین العابدین رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی ہمیشہ یہ حالت رہی کہ آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ دن کو روزہ رکھتے اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیتے۔افطار کے وقت جب کھانا اور پانی سامنے آتا تو آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ فرماتے کہ میرے باپ اور بھائی بھوکے اور پیاسے شہید ہوئے۔افسوس یہ کھانا اور پانی ان کو نہ ملا اور رونے لگتے، یہاں تک کہ بمشکل چند لقمے کھاتے اور چند گھونٹ پانی پیتے۔

واقعہ کربلا میں کردار

سانحہ کربلا 61 ہجری کے وقت آپ رَحمَۃُاللہِ عَلَیہِ کی عمر 23 سال تھی۔اس وقت آپ بیمار تھے اور واقعہ کربلا میں بچ جانے والے افراد

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

میں سے تھے۔آپ کو خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ دمشق میں اُموی حکمران یزید کے سامنے لایا گیا۔کوفہ اور شام میں آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے اسلام کی حقّانیت اور ظلم وعدل کے موضوع پر کئی خطبات دیے جو اپنا ایک خاص علمی، ادبی اور روحانی مقام رکھتے ہیں۔

معروف سیرت نگار ابن سعد 'طبقات' میں لکھتے ہیں کہ ''مسلسل بیمار رہنے کے باوجود سیدنا علی بن حسین زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ، میدانِ کربلا میں موجود تھے۔10 محرم کو نمازِ ظہر پر سیدنا حسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے آخری ملاقات کی، ان کو اپنی انگوٹھی سونپی اور خاص نصیحتیں کیں، لیکن بیماری کی شدت کی بنا پر وہ لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔

تصانیف

امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی کتب میں ''صحیفہ سجادیہ'' کے نام سے دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب بہت مشہور ہے، جو اہلِ تشیع میں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی معروف کتاب ''نہج البلاغہ'' کے بعد، دوسری اہم ترین کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔نامور مصری مفسر امام طنطاوی لکھتے ہیں کہ ''میں نے جب بھی اس کتاب میں ذکر ومناجات پڑھے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مخلوق کے عام کلام سے بالا خاص جذب وکیف میں کیے گئے اذکار ہیں۔امام زین العابدین رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی ایک اور تصنیف ''رسالۃ الحقوق'' کے نام سے بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے علاوہ، انسان کے اپنے اوپر حقوق، کان، ناک، آنکھ اور زبان وغیرہ اعضا کے حقوق ذکر کیے گئے ہیں۔اس کتاب میں غیر مسلموں کے حقوق کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

اَقوالِ زرّیں

آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے بہت سے اقوالِ زریں مشہور ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- اجنبی وہ نہیں جو شام ویمن کے شہروں میں اجنبی ہوں اجنبی تو وہ ہے جس کے لیے قبر اور کفن اجنبی ہوں۔
- ہر مسافر کا حق ہے، کہ مقیم لوگ اس کو جگہ اور سکونت میں حصہ دار بنائیں۔
- تربیتِ اولاد تمھاری ذِمّہ داری ہے۔اس فریضے کی بابت تم جواب دہ ہو، ان کی بہتر پرورش کرو، نیک آداب سکھاؤ، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرماں برداری میں لاؤ، اس حوالے سے تم جزا یا سزا پاؤ گے۔

وفات

25 محرم 95ھ میں آپ نے 57 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور اپنے چچا سیدنا حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں جَنّۃُ البقیع (بقیع غرقد) مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی اولاد میں حضرت امام محمد باقر رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ، حضرت عیسیٰ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ، حضرت زید رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ معروف شخصیات ہیں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) زین العابدین کا معنیٰ ہے:

(الف) عبادت گزاروں کی زینت　　(ب) کثرت سے سجدہ کرنے والے

(ج) کثرت سے خرچ کرنے والے　　(د) صلح کرنے والے

(ii) واقعہ کربلا کے وقت حضرت سیدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی عمر تھی:

(الف) اکیس سال (ب) تئیس سال (ج) پچیس سال (د) ستائیس سال

(iii) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا:

(الف) رات کے وقت (ب) وضو کرتے وقت (ج) خطبہ دیتے وقت (د) صدقہ ادا کرتے وقت

(iv) حضرت سیدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے فرمان کے مطابق صدقہ:

(الف) اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (ب) رزق میں اضافہ کرتا ہے

(ج) تنگی دور کرتا ہے (د) غریبوں کا حق ہے

(v) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ سپردِ خاک ہوئے:

(الف) دمشق میں (ب) بصرہ میں (ج) کوفہ میں (د) مدینہ منورہ میں

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا نام اور کنیت لکھیں۔

(ii) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا یہ لقب کس سبب سے ہے؟

(iii) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی میدان کربلا میں اپنے والد ماجد سے آخری ملاقات کا حال لکھیں۔

(iv) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کس وجہ سے کربلا میں جنگ میں شرکت نہ کر سکے؟

(v) حضرت امام زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) سیّدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے علم و فضل پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ سیّدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا واقعہ کربلا کے بعد خواتینِ اسلام کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچانے کے موضوع پر گفت گو کریں۔

☆ سیّدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کے سیرت و کردار پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش و لقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ سیّدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی دینی و ملی خدمات پر کمرا جماعت میں آگاہ کریں۔

☆ سیّدنا زین العابدین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی حیاتِ طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں۔ جس میں ان کا اسم گرامی، پیدائش و لقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(2) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
☆ تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
☆ قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کے حوالے سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش الحانی کی صفت سے آگاہ ہو کر تجوید کے ساتھ حُسنِ قراءت کا ذوق پیدا کر سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ اور کنیت ابو موسیٰ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام قیس اور والدہ کا نام طیبہ تھا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے رہنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ اشعر سے تھا۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعری مشہور ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اسلام لائیں اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

قبولِ اسلام

مکّہ مکرّمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے کی خبر سن کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ حق کی تلاش کے لیے نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ اپنے خاندان کو دعوت دینے کے لیے یمن لوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے پچاس افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن سے ایک جماعت کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس وقت نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ واپس آ رہے تھے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یمن پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا (صحیح مسلم: 4526)

ترجمہ: تم دونوں آسانی پیدا کرنا، مشکل میں نہ ڈالنا، خوش خبری دینا، دور نہ بھگانا، آپس میں اتفاق رکھنا اور اختلاف نہ کرنا۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

حجۃ الوداع میں شرکت

دس ہجری میں نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ وسلّم نے حج کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے حج کرنے کے لیے مکّہ مکرّمہ حاضر ہوئے۔ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ وسلّم نے پوچھا ''عبد اللہ بن قیس! کیا تم حج کے ارادے سے آئے ہو؟ عرض کی: جی یارسول اللہ، نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ وسلّم نے فرمایا نیت کیا تھی؟ انھوں نے جواب دیا جو رسولُ اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ وسلّم کی نیّت ہے، وہی میری نیّت ہے۔ ارشاد فرمایا قربانی ساتھ لائے ہو؟ عرض کی نہیں، حکم ہوا، تم طواف اور سعی کر کے احرام کھول دو۔

کارہائے نمایاں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بصرہ اور کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند اور اصفہان کے علاقے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیے۔ بصرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہر تعمیر کروائی جو ''نہرِ ابی موسیٰ'' کے نام سے مشہور ہے۔

اخلاق و عادات

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متقی، پرہیز گار اور نیک سیرت صحابی تھے۔ خشیتِ الٰہی، اتباعِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ وسلّم، توکّل، شرم و حیا، اُمّتِ مسلمہ کی خیر خواہی، سادگی، خدمتِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واَصحابہٖ وسلّم تقویٰ اور پرہیزگاری آپ کی سیرت کے نمایاں اوصاف تھے۔

فضل و کمال

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت مآب میں خاص قرب حاصل تھا۔ آپ ان چھے افراد میں سے تھے، جن کو عہدِ رسالت میں فتویٰ دینے کی اجازت تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ابوموسیٰ سرتاپا علم کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں''۔

اشاعتِ علم

قرآن وسنّت کی اشاعت اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی بھر کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصول تھا کہ جو کچھ کسی کو معلوم ہے وہ ضرور دوسروں تک پہنچنا چاہیے۔ جہاں کہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند لوگ اکٹھے مل جاتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تک کوئی نہ کوئی حدیث پہنچا دیتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے 360 احادیث مروی ہیں، جن میں 50 متفق علیہ ہیں، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

قرآنِ مجید کی تلاوت اور خوش الحانی

قرآنِ مجید کی تلاوت کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیر معمولی شغف اور انہماک تھا۔ فرصت کا تمام وقت قرآنِ مجید

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

کی تلاوت میں گزارتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اس قدر عمدہ اور سریلی تھی کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم فرماتے تھے کہ "ان کو لحنِ داؤدی سے حصہ ملا ہے"۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قرآن مجید پڑھنا اس قدر پسند تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم ان کو جہاں قراءت کرتے ہوئے سنتے، وہیں کھڑے ہو جاتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں فرمائش کر کے ان سے قرآنِ مجید سنا کرتے تھے۔

وفات

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذوالحجہ کے مہینے میں 44 ہجری کو وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً 61 سال تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم کی اطاعت کریں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام تھا:
(الف) عبداللہ بن قیس (ب) زید بن ثابت
(ج) انس بن مالک (د) مالک بن نویرہ

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کیا:
(الف) یمن کا (ب) بصرہ کا
(ج) کوفہ کا (د) مصر کا

(iii) عہدِ رسالت میں کتنے لوگوں کو فتویٰ دینے کی اجازت تھی؟
(الف) دو (ب) چار
(ج) چھے (د) آٹھ

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کا سب سے نمایاں وصف تھا:
(الف) عمدہ لہجے میں تلاوتِ قرآنِ مجید (ب) توکُّل
(ج) سادگی (د) صبر و تحمل

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:
(الف) تین سو بیس (ب) تین سو چالیس (ج) تین سو ساٹھ (د) تین سو اسی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اور کنیت لکھیں۔

(ii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارہائے نمایاں اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

(iv) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اور کتنے برس کی عمر میں وفات پائی؟

(v) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامل مقرر کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

(ii) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور سیرت و کردار پر کمرا جماعت میں ذہنی آزمائش کے مقابلے کا اہتمام کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسمِ گرامی، ولدیت، پیدائش القابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(3) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ☆ تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے اخلاق وصفات اور عبادت وریاضت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے مجموعہ احادیث ''صحیفہ صادقہ'' کے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی دینی وعلمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی عبادت وریاضت سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔
- ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی تدوینِ حدیث کی خدمات کو جان کر علم حدیث میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام عبداللہ، کنیت ابو محمد اور ابو عبدالرحمٰن تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد کا نام عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور والدہ کا نام ریطہ بنت منبہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا زیادہ وقت نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں گزارتے اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوتے تھے، وہ لکھ لیتے تھے۔ زُہد وتقویٰ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مصاحبت سے جو وقت باقی بچتا، وہ یادِ الٰہی میں گزارتے تھے۔ دن بھر روزے کی حالت میں رہتے اور رات عبادت میں گزارتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد نے بارگاہِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی راہبانہ زندگی کی شکایت کی تو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو والد کی اطاعت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

''عبداللہ! روزے رکھو اور افطار کرو، نمازیں پڑھو اور آرام کرو، بیوی بچوں کا حق ادا کرو یہی میرا طریقہ ہے، جو میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ میری امت سے نہیں ہے'' (صحیح بخاری: 6134)

اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ سے محبت

حضرت رجا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو مسجدِ نبوی میں آتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں آگاہ نہ کروں جو آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا:

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

"وہ یہ ہیں جو تمھارے سامنے تشریف لا رہے ہیں یعنی حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔"

صحیفہ صادقہ کی تدوین

حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ارشادات وملفوظات کا ایک مجموعہ جمع کیا، جسے صحیفہ صادقہ کہا جاتا ہے، چناں چہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے دیکھ کر جواب دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس مجموعے کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ وہ صحیفہ حق ہے جس کو میں نے تنہا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے سن کر جمع کیا تھا۔

علم وفضل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی احادیث کی تعداد تقریباً سات سو(700) ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں علم وفضل کے لحاظ سے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبرانی زبان پر بھی عبور تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مجھ سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حلقہ درس میں شرکت کرنے کے لیے لوگ دور دراز کے ممالک سے سفر کر کے حاضر ہوتے اور حدیث کا علم حاصل کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ علم کی بہت زیادہ عزت واحترام کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے زہد وتقویٰ کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تھے۔

وفات

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے 65 ہجری میں فسطاط میں وفات پائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زندگی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور دینِ اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے نمایاں کردار ادا کریں، اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی ہے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی کنیت ہے:

(الف) ابوعبدالرحمٰن (ب) ابوعبداللہ (ج) ابوبکر (د) ابوزید

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سیرت کا نمایاں پہلو تھا:

(الف) زہد وتقویٰ (ب) سادگی (ج) صبر وتحمل (د) شکر وقناعت

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھ کر کیا ارشاد فرمایا؟

(الف) آسمان والوں کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ محبوب (ب) آسمان کا ستارہ

(ج) اہلِ دنیا کا محبوب ترین شخص (د) جنّت کے نوجوانوں کے سردار

(iv) صحیفہ صادقہ مرتب کرنے والی شخصیت ہیں:

(الف) حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (ب) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(ج) حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (د) حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زندگی میں ہمارے لیے سب سے اہم سبق ہے:

(الف) صبر وتحمل کا (ب) عفوودرگزر کا (ج) علم وفن سے محبت کا (د) سادگی کا

2- مختصر جواب دیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے والد اور والدہ کا نام لکھیں۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے زہد وتقویٰ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی اہلِ بیتِ اطہار سے محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

(iv) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی علم حدیث کے حوالے سے خدمات واضح کریں۔

(v) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کب اور کہاں وفات پائی؟

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی علمی خدمات تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ اساتذہ کی مدد سے حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے صحیفہ صادقہ کی روشنی میں کمرا جماعت میں تدوین حدیث کے بارے میں مذاکرے کا اہتمام کریں

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ سے حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی حیات مبارکہ پر مشتمل چارٹ بنوائیں، جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(4) حضرت عَمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔

☆ تربیتِ نبوی کے نتیجے میں ان کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

☆ حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔

☆ حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری (حبشہ و روم) کو جان کر اس کے آداب کے بارے میں جان سکیں۔

☆ حضرت عمرو بن اُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات کو سمجھ کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو، کنیت ابو اُمیّہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام امیہ بن خویلد تھا۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغازِ اسلام میں مسلمانوں کے مخالف تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں مشرکین مکہ کی طرف سے شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد کے بعد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

نجاشی کے دربار میں سفیرِ اسلام

کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی میں سفارت کاری کو اہم حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ سفارت کاری کے ذریعے ہی سے دوسرے ممالک کے ساتھ معاشی اور سیاسی تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ 6 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس اسلام کی دعوت کا خط دے کر بھیجا۔ اس خط میں نجاشی کو دعوتِ اسلام دینے کے علاوہ مہاجرین کی میزبانی کی سفارش اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام نکاح کا پیغام بھی شامل تھا۔ نجاشی نے نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

سریہ میں شرکت

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حکم سے ایک سریہ میں بھی شرکت کی۔ ابوسفیان کے حکم پر ایک اعرابی نے مسجدِ نبوی میں نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس کے حملہ کرنے سے پہلے ہی نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اس کا ارادہ بھانپ لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے گرفتار کر لیا، چوں کہ اس سازش کا اصل محرک ابوسفیان تھا، لہٰذا نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسفیان کا کام تمام کرنے کے لیے مکّہ مکرّمہ بھیجا، لیکن وہاں پر قریش مکہ کو خبر ہونے کی وجہ سے یہ لوگ واپس نکل آئے۔ راستے میں ان لوگوں کی ملاقات

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

عبداللہ بن مالک اور اور بنو ہذیل کے ایک آدمی سے ہوئی، حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ کا سر قلم کر دیا۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری اور جرات و دلیری میں عربوں میں سے ممتاز تھے۔

وفات

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 60 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی 20 احادیث کتابوں میں موجود ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیاں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اطاعت میں اپنی زندگی گزاریں تاکہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:

(الف) ابوامیہ (ب) ابوبکر (ج) ابوسلمہ (د) ابوعبدالرحمن

(ii) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا:

(الف) غزوہ احد کے بعد (ب) غزوہ خیبر کے بعد (ج) غزوہ تبوک کے بعد (د) غزوۂ حنین کے بعد

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا:

(الف) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (ب) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(ج) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (د) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

(iv) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) بیس (ب) چالیس (ج) ساٹھ (د) اسی

(v) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے:

(الف) اٹھاون ہجری (ب) ساٹھ ہجری (ج) باسٹھ ہجری (د) چونسٹھ ہجری

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں تحریر کریں۔

(iii) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iv) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے بارے میں مختصر تحریر کریں۔

(v) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(i) حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ گوگل میپ/نقشہ/گلوب کی مدد سے مدینہ منورہ سے حبشہ اور روم کے جغرافیائی فاصلے کی نشان دہی کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُنَّ

حضرت شفا، حضرت اُمِّ سُلَیم اور حضرت اُمِّ عطیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُنَّ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُنَّ کے حالاتِ زندگی اور مقام و مرتبہ سے واقف ہو سکیں۔
- ☆ مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُنَّ کی سیرت و معاشرتی کردار سے واقف ہو سکیں۔
- ☆ عہدِ نبوی میں خواتین کو تحصیلِ علم اور معاشرتی کردار ادا کرنے کے یکساں مواقع فراہم کیے جانے کی حوصلہ افزائی کا ادراک کر سکیں۔
- ☆ مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُنَّ کی علمی و طبی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُنَّ کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے کردار کی پیروی کر سکیں۔
- ☆ ان کی علمی و طبی خدمات سے متاثر ہو کر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے جذبے سے سرشار ہو کر معاشرے میں کردار ادا کر سکیں۔

حضرت شفا بنت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نام شفا اور والد کا نام عبداللہ بن عبد شمس تھا۔ حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب تھا۔ حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح حضرت ابوحشمہ بن حذیفہ عدوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا۔

حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے بہت محبت تھی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ انھوں نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے لیے علیحدہ بچھونا بنا رکھا تھا، جس پر آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما ہوتے اور اس میں آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کا پسینہ جذب ہوتا تھا، جس سے خوش بُو آتی رہتی تھی، حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی استعمال کردہ چیزیں یقیناً بڑی متبرک تھیں، حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بعد ان کی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا، جس میں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّم اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے چند احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی مرویات کی تعداد بارہ ہے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

حضرت اُمِّ سُلَیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سھلہ یا رملہ تھا، آپ کی کنیت ام سُلیم اور لقب غمیصا اور رمیصا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام ملحان بن خالد تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ملیکہ بنت مالک تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح مالک بن نضر سے ہوا۔

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اوائل اسلام میں مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا۔ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر مشرک تھے۔ مذہب تبدیل کرنے پر اصرار کی وجہ سے وہ ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔ بعد میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی شرط عائد کی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو اپنا مہر معاف کرتے ہوئے کہا: ''میرا مہر اسلام ہے''۔ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کی بارگاہ میں خدمت کے لیے پیش کیا۔

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوات میں بھی حصہ لیا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم انصار کی چند عورتوں اور خصوصاً حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے۔ یہ خواتین لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، غزوہ احد، غزوہ خیبر اور غزوۂ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرکت فرمائی۔ غزوۂ حنین میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے تھیں، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے پوچھا اس خنجر سے کیا کرو گی؟ بولیں اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم ان کا جواب سن کر تبسّم فرمانے لگے۔

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے ان کے ہاں پانی کی مشک سے مُنھ لگا کر پانی پیا تو انھوں نے مشک کا وہ ٹکڑا کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا، کیوں کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کے ہونٹ مبارک اس سے مس ہوئے تھے۔ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت صابر، مستقل مزاج اور سخاوت کرنے والی خاتون تھیں۔

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنّت میں گیا تو مجھے آہٹ محسوس ہوئی میں نے کہا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمھیں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا ہے، انھوں نے عرض کیا: جی، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اب کیا کیا جائے؟ کھانا بہت کم ہے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم ایک کثیر تعداد کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت استقلال سے جواب دیتے ہوئے کہا، ان باتوں کو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اندر تشریف لائے تو حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی روٹیاں اور سالن سامنے رکھا، اللہ کی شان اس میں اتنی برکت ہوئی کہ سب لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ (صحیح بخاری:810)

حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا نام نسیبہ بنت حارث تھا، کنیت اُمِّ عطیہّ تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق انصار کے قبیلہ ابی مالک بن النجار سے تھا۔ حضرت اُمِّ عطیہّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت مدینہ سے قبل مسلمان ہوئیں۔

حضرت اُمِّ عطیہّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عہدِ رسالت میں سات معرکوں میں شریک ہوئیں، جن میں وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، سامان کی حفاظت، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

8 ہجری میں نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور چند عورتوں نے مل کر ان کو غسل دیا۔

حضرت اُمِّ عطیہّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین کرام ان سے میّت نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ حضرت اُمِّ عطیہّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا احکامِ نبوی کی خصوصی پابندی کرتی تھیں۔ نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے بیعت لیتے ہوئے جن امور کا ان سے وعدہ لیا تھا، انھوں نے ہمیشہ ان کی پاسداری کی۔

صحابیات کے حالاتِ زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ اور نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے احکام کی روشنی میں گزاریں، زندگی کے مختلف شعبہ جات میں نمایاں کردار ادا کریں اور ملک و ملّت کا نام روشن کریں۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت شِفا کے والد کا نام ہے:

(الف) عبداللہ (ب) عبدالرحمن (ج) عبدالشّمس (د) عبدالمطلب

(ii) حضرت شفا سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) دس (ب) بارہ (ج) چودہ (د) سولہ

(iii) غزوات کے دوران میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں:

(الف) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت امِ عطیہّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(iv) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے ہونٹ مبارک سے مس شدہ کون سا ٹکڑا محفوظ کیا؟

(الف) روٹی کا ٹکڑا (ب) پنیر کا ٹکڑا (ج) مشک کا ٹکڑا (د) کدو کا ٹکڑا

(v) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے:

(الف) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (ب) حضرت شفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(ج) حضرت ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا (د) حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حضرت ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت ام عطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا غزوات میں کون سی خدمات انجام دیتی تھیں؟

(iii) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم سے محبت کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

(iv) حضرت ام سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمات بیان کریں۔

(v) حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تعارف تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حالات زندگی پر نوٹ لکھیں۔

(ii) حضرت ام عطیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(iii) حضرت شِفا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی سیرت و کردار پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش والقاب، قبیلہ، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ ہم مذکورہ صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کی زندگی سے کیسے راہ نمائی حاصل کر سکتے ہیں؟ کمرا جماعت میں تبادلہ خیالات کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم

(ابوالقاسم قُشیری، شیخ فریدالدّین عطّار، خواجہ نظامُ الدّین دہلوی رحمۃ اللہ علیہم)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ☆ ان کے اخلاق و صفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ☆ مذکورہ صوفیہ کرام کے دینی و معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے طرزِ حیات کی پیروی کر سکیں۔
- ☆ ان کی سیرت کے روشن پہلوؤں اور تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔
- ☆ اشاعتِ اسلام، روحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ☆ ان صوفیہ کرام کی معاشرتی و روحانی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ مذکورہ صوفیہ کی زندگی کا مطالعہ کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر سکیں۔
- ☆ اہل اللہ کی صحبت کے فوائد و ثمرات کے بارے میں جان کر مستفید ہو سکیں۔

حضرت ابوالقاسم قُشیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالکریم تھا۔ اپنے آبا و اجداد میں ایک بزرگ قشیر کی وجہ سے قشیری معروف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۹۸۶ء میں ایران کے علاقے نیشاپور کے قریب استوانا می بستی میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد وفات پا گئے۔ امام قشیری نے دین و تصوف کی بنیادی تعلیم اپنے شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ امام دقاق رحمۃ اللہ علیہ اخلاص و محبت کا پیکر تھے، یہی اخلاص امام قشیری کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کھینچ لایا۔

اَلتَّیْسِیْرُ فِیْ عِلْمِ التَّفْسِیْرِ اور لَطَائِفُ القرآن فی تَفْسِیْرِ القرآن، علم التفسیر میں آپ کی نمایاں کتب ہیں۔ اسمائے باری تعالیٰ پہ التَّحْبِیْرُ فِیْ عِلْمِ التَّذْکِیْرِ فِیْ مَعَانِیْ اِسْمِ اللہِ تَعَالٰی آپ کی معتبر کتاب ہے جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قرونِ اُولیٰ کے صوفیہ کرام علمِ دین اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے لبریز قلوب و اذہان کے مالک تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس موضوعات پر احادیث مبارکہ جمع کی ہیں، جو معاشرتی اصلاح کے حوالے سے اپنا خاص مقام رکھتی ہیں۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ''کشف المحجوب'' میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ متاخرین صوفیہ کے امام ہیں، جو اپنے زمانے میں یکتا اور قدر و منزلت میں ارفع و اشرف تھے۔ ہر فن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف موجود ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی محققانہ تصانیف بہت زیادہ ہیں۔

حضرت امام قشیری رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے امام بیہقی اور امام الحرمین جوینی سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ نے تصوّف کے جو اصول اور صوفی کی جو خصلتیں بیان کی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ تصوف صرف ذکر واذکار کا نام ہی نہیں بلکہ انسانی فکر کی ایسی تبدیلی ہے جو انسان کے اوصاف واخلاق میں ایسا انقلاب لے آئے کہ انسان اچھے اخلاق کا بہترنمونہ بن جائے اور انسان ظاہر اور باطن میں پاک صاف ہوجائے اور یہ طہارت انسان کی فکر کو خالص کردے۔ انسان خشیتِ الٰہی کا مرقع بن جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے اور منفی خیالات وجذبات جیسے انتقام، بخل وحرص اور لالچ انسان کے اندر سے نکل جائیں۔

تصوّف میں حضرت امام قشیری رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی تصنیف ''رسالہ قشیریہ'' ایک ایسا مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں تصوّف کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے، جس کی ابتدا میں تصوّف کے عقائد بیان کیے گئے ہیں، اس کے بعد 83 صوفیہ کرام کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں۔

امام قشیری کی وفات 1072 عیسوی میں نیشاپور میں ہوئی، آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کو آپ کے مرشد ابو علی دقاق رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ فرید الدین عطّار رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ

آپ ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ابو حمید تھا، لیکن قلمی نام فرید الدین سے مشہور ہوئے۔ عطّار کا لقب آپ کے پیشے کی وجہ سے مشہور ہوا۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ خوش بو اور ادویہ سازی کے ماہر تھے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے مطب سے سیکڑوں لوگ روزانہ دوا لے کر جاتے تھے۔

آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے اساتذہ میں مجدّ دالدّین بغدادی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے مختلف علوم وفنون خصوصاً علم الکلام، فلسفہ، قرآن و حدیث، فقہ، طب اور خصوصاً ادب میں مہارت حاصل کی، آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ فارسی کے مشہور شاعر تھے، آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کے اشعار سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے دنیا کے مختلف ممالک خصوصاً مصر، دمشق، مکہ، ترکستان اور ہندوستان کی سیر وسیاحت کی۔

تذکرۃ الاولیاء، پند نامہ اور منطق الطیر آپ کی مشہور اصلاحی کتب ہیں، جن کا موضوع حالاتِ اولیا، نصیحت اور تصوّف ہے۔ مشہورِ زمانہ صوفی بزرگ مولانا جلال الدّین رومی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ نے بھی شیخ فرید الدین عطار رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ سے فیض حاصل کیا اور مولانا روم رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کی شاعری کا منبع وماخذ شیخ سے اکتسابِ فیض ہی ہے۔

آپ کی مایہ ناز تصنیف تذکرۃ الاولیا میں تقریباً 96 اولیا کرام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ 'پند نامہ' میں جن موضوعات پر آپ نے لکھا ہے، ان کی ترتیب اس طرح ہے: حمد باری تعالیٰ ونعت رسول مقبول، ائمہ دین اور مجتہدین کی فضیلت، نفس کی بجائے احکاماتِ الٰہیہ کی تابع فرمانی، خاموشی کے فوائد، ریاکاری سے اجتناب، اخلاقِ حسنہ، اہلِ سعادت کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد، سکون وعافیت کے اسباب، عجز وانکسار، ذکر کے فوائد اور غصے کے نقصانات اور زندگی کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھنا، نیز مذکورہ تعلیمات سے ان حضرات کی

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

معاشرتی وروحانی خدمات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آج کا معاشرہ اگران تعلیمات پرعمل پیرا ہوجائے تو انفرادی اور اجتماعی اصلاح ممکن ہوسکتی ہے اہل اللہ کی صحبت سے ہی ظاہری اور باطنی فوائد وثمرات حاصل ہوسکتے ہیں۔

1221ء میں تاتاریوں کے ہنگاموں کے دوران میں 114 سال کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی شہادت ہوئی۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا مزارمبارک نیشاپور میں واقع ہے۔

حضرت خواجہ نظامُ الدّین اولیا دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

برِصغیر پاک وہند میں سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اہل بیت کے چشم وچراغ ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا نام محمد نظام الدین، والد کا نام احمد بخاری، سلطان الاولیا اور محبوب الٰہی مشہور القابات ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے آباواجداد بخارا سے ہجرت کر کے بدایون آباد ہوئے، وہیں بدایون میں 1237ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کے والد کا وصال ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے والد بدایون کے قاضی تھے۔ پندرہ (۱۵) برس کی عمر میں دہلی تشریف لائے۔ قرآن و حدیث اور فقہ میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے اساتذہ میں علامہ علاء الدین اصولی، شمس الدین خوارزمی اور کمال الدین محمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہم قابل ذکر نام ہیں۔بیس سال کی عمر میں اجودھن موجودہ پاک پتن شریف میں بابا فریدالدین گنج شکر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور چھے پاروں کا درس حاصل کیا۔شیخ نے کلاہ چہارتر کی یعنی چار کونوں والی ٹوپی عطا کی جو بنیادی طور پر چار چیزوں کو ترک کرنے کا وعدہ تھا۔دنیاوی مال ومتاع کے حصول کے لیے لامحدود مشقت کو ترک کرنا، ایسا خوف آخرت جو خوفِ الٰہی پر غالب ہو، اس کو ترک کرنا، بہت زیادہ کھانا اور سونا ترک کرنا،نفس کی تابع فرمانی ترک کرنا۔

یہ چیزیں آج بھی سلسلہ چشتیہ کا امتیاز ہیں اور یہی اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔آپ اپنے شیخ کے حکم پر دہلی تشریف لائے اور خلقِ خدا کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہی ہے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اپنے مریدین کو کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کی ہدایت فرماتے۔آپ کو علومُ القرآن پر خاص دسترس حاصل تھی۔

آپ نے پوری زندگی طلب علم، عبادات، ریاضت ومجاہدہ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح میں گزار دی، آپ متقی، پرہیزگار، صاحب سخاوت وایثار، دل جوئی کرنے والے،عفوودرگزر سے کام لینے والے،حلیم وبردبار اور حسنِ سلوک کے پیکر تھے،جس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا سخت مخالف تھا اور آپ کو بُرا بھلا کہتا رہتا تھا لیکن اس کے فوت ہوجانے پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے اور دعا کی کہ اے اللہ اس شخص نے جو کچھ بھی مجھے کہا، یہ میرے ساتھ کیا ہے، میں اس کو معاف کرتا ہوں۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے ملفوظات سے تزکیہ نفس اور رُوحانی آثار واضح ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ کچھ ملے تو جمع نہ کرو، نہ ملے تو فکر نہ کرو، امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائے گا۔کسی کی برائی نہ کرو، بِلاضرورت قرض نہ لو،ظلم کے بدلے عطا کرو۔ایسا کرو گے تو بادشاہ تمھارے در پر آئیں گے،فقروفاقہ رحمتِ الٰہی ہے،جس شب فقیر بھوکا سویا، وہ شب اس کی شبِ معراج ہے،اللہ کی راہ میں جتنا بھی خرچ کرو، وہ اسراف

نہیں ہے اور جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے اسراف ہے، خواہ کتنا ہی کم ہو۔

ہر صوفی بزرگ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی اور برصغیر کے معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا، ہزاروں کی تعداد میں فقرا و مساکین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے کھانا کھاتے۔ آپ نے لوگوں کی راہ نمائی کے لیے اخلاص اور تقویٰ سے بھرپور شخصیات تیار کیں، ان میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سرفہرست ہیں۔

ایک بار ایک طالب علم آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنی ضرورت بیان کی تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بیل کے سوا کچھ نہ تھا، آپ نے وہی بیل طالب علم کے حوالے کر دیا اور فرمایا جاؤ دینی علمی ضروریات پوری کر لینا۔ آپ نے خاندانِ خلجی اور خاندانِ تغلق تک کے مختلف سلاطین کا زمانہ دیکھا۔ آپ نے ان کی بھی ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی، ''راحت القلوب'' آپ کی وہ تحریری کاوش ہے، جس میں آپ نے اپنے شیخ کامل بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اکٹھے کیے ہیں۔ ''افضل الفوائد'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ملفوظات ہیں جو حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے ہیں اور ''فوائد الفؤاد'' آپ کے وہ ملفوظات ہیں، جن کو حضرت امیر حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے، یہ ملفوظات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں جن میں شریعت، عبادت، احسان، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تفصیلی بیان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1324ء میں وفات پائی۔

اس سبق میں ہمارے لیے یہ راہ نمائی ہے کہ اگر صوفیہ کرام کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو معاشرے سے نفرتوں اور کدورتوں کا خاتمہ کر کے معاشرے کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

مشق

-1 درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:

(الف) گنج شکر (ب) فرید الدین

(ج) گنج بخش (د) سلطان الاولیا

(ii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی جائے پیدائش ہے:

(الف) بدایون (ب) دہلی

(ج) بخارا (د) سمرقند

(iii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی دسترس حاصل تھی:

(الف) علوم القرآن پر (ب) علم الانساب پر

(ج) علم النجوم پر (د) علم الاصوات پر

(iv) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ہے:

(الف) رسالہ قشیریہ (ب) کشف المحجوب

(ج) پندنامہ (د) راحت القلوب

(v) حضرت شیخ فریدالدین عطار رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ہے:

(الف) تذکرۃ الاولیا (ب) احیاء العلوم

(ج) کشف المحجوب (د) مثنوی معنوی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(ii) رسالہ قشیریہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(iii) حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کے کوئی سے تین ملفوظات تحریر کریں۔

(iv) حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی کی معاشرتی وروحانی خدمات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(v) حضرت شیخ فریدالدین عطّار رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کی تصنیف پندنامہ کے موضوعات تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب لکھیں:

(i) حضرت ابوالقاسم قشیری رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کے حالاتِ زندگی اور تصوّف کے بارے میں ان کی تعلیمات پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

(ii) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کے حالات وواقعات تحریر کریں۔

(iii) حضرت شیخ فریدالدین عطار رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ کی علمی خدمات قلم بند کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ مذکورہ صوفیہ کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِم کے مختصر حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی نوٹ لکھیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش کے علاوہ تصانیف اور خدمات بھی شامل ہوں۔

☆ مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر کمرا جماعت میں مکالمہ کریں۔ مذکورہ شخصیات کے اخلاق وکردار پر مبنی واقعات اوران سے حاصل ہونے والے عملی اسباق تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ مذکورہ شخصیات کے متعلق اہم معلومات پر چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

علما و مفکّرین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِم

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

☆ مذکورہ شخصیات کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
☆ ان کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
☆ ان کی علمی ومعاشرتی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
☆ ان کی تعلیمات اور تصانیف سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
☆ مذکورہ علماء ومفکرین رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِم کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
☆ ان کی زندگی کے مختلف روشن پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

امام شاطبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

ابو اسحاق، ابراہیم بن موسی الشاطبی مشہور محدث، فقیہ اور جامع العلوم تھے، جنھیں مجددینِ اسلام میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کی تصانیف میں **الاعتقاد فی اهل البدع والضلالات، الموافقات فی أصول الشریعة** (علم فقہ میں یہ ایک بہت ہی عمدہ کتاب ہے) اور کتاب المجالس وغیرہ شامل ہیں۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ 538ہجری کو اندلس کے قصبے شاطبہ میں پیدا ہوئے۔

آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے قرآن پاک کی قراءت کی تعلیم شاطبہ میں حاصل کی۔ قرآنِ پاک حفظ کیا اور حدیث وفقہ کا کچھ حصہ پڑھا اور شاطبہ کی مساجد میں منعقد ہونے والے علم کے حلقوں میں شریک ہوئے۔ بچپن سے آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کا میلان علم قراءت کی طرف تھا، یہ علم آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے ابو عبد اللہ محمد بن ابی العاص النفری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ سے حاصل کیا۔ مزید تعلیم کے لیے قریبی شہر بلنسیہ تشریف لے گئے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ 590ہجری کو بیت المقدس تشریف لے گئے۔ قبلہ اوّل کی زیارت کے بعد امام صاحب رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ دوبارہ مدرسہ فاضلیہ قاہرہ میں لوٹ آئے اور تعلیم وتدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

امام شاطبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ 590ہجری کو قاہرہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ مشہور عالم علّامہ عراقی نے پڑھائی۔

امام شاطبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ علوم شرعیہ کے ماہر عالم اور لغت کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ ذہنی وسعت اور قوی اِدراک رکھنے والے تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ کو قراءت وتفسیر میں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ نے ایک اعلیٰ پائے کے اَدیب اور شاعر کے طور پر بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ امام شاطبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ صالح انسان، قول کے سچے اور بلند کردار کے حامل تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ متقی، صابر، پاک باز، معزّز شخصیّت تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کا اصل نام عبدالرحمٰن، کنیت ابوالفضل اور لقب جلال الدین تھا۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ ایک شہرہ آفاق مفسر، محدث، فقیہ اور مورخ تھے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی کتب کی تعداد 500 سے زائد ہے۔ "تفسیر جلالین اور تفسیر در منثور" کے علاوہ قرآنیات پر آپ کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" علما میں کافی مقبول ہے۔ تاریخِ اسلام پر تاریخ الخلفا امام جلال الدین سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی مشہورِ زمانہ تصنیف ہے۔

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی پیدائش مصر کے قدیم قصبے اَسۡیُوط میں ۸۴۹ ہجری میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کو سُیُوطی کہا جاتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے 8 سال کی عمر میں شیخ کمال الدین ابن الھمام حنفی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی خدمت میں رہ کر قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد شیخ شمس سیرامی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ اور شمس فرومانی حنفی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی شاگردی میں رہے اور ان دونوں حضرات سے متعدّد کتب پڑھیں۔

علامہ سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں کمال عطا فرمایا ہے۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے فرمایا ہے کہ حج کے موقع پر میں نے آبِ زمزم پیا اور اُس وقت یہ دعا مانگی کہ علم فقہ میں مجھے علامہ بلقینی اور حدیث میں علامہ ابن حجر عسقلانی کا رتبہ مل جائے، چناں چہ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی تصانیف اور آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی علمی شان اِس کی شاہد ہے کہ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی۔ آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے خود فرمایا کہ: "مجھے دو لاکھ احادیث یاد ہیں اور اگر مجھے اس سے زیادہ ملتیں تو ان کو بھی یاد کرتا۔

آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مورخ بھی تھے۔ خلفائے ملتِ اسلامیہ پر آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کی تصنیف تاریخ الخلفا ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر بغداد کے آخری خلیفہ کے عہدِ خلافت تک سن وار لکھی گئی ہے۔

علامہ سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ نے 19- جمادی الاول 911ہجری میں وفات پائی۔ علامہ سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کو دنیاوی مال و دولت سے محبت نہ تھی۔ اکثر امرا و اغنیا آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ سے ملاقات کے لیے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوتے تھے آپ رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ کسی کا ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ علامہ سیوطی رَحۡمَۃُاللّٰہِ عَلَیۡہِ حلیم الطبع فہم و فراست کے حامل اور علم و ادب سے محبت کرنے والی شخصیت تھے۔

علما و مفکرین رحمھم اللہ تعالیٰ کی سیرت کے روشن پہلوؤں میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہمیں علم کے حصول و ترویج کے لیے کوشش کرنی چاہیے، تاکہ ہمارے معاشرے سے جہالت کا خاتمہ ہو سکے اور ہمارا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن کر امن کا گہوارہ بن سکے۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ

علامہ ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ عالمِ اسلام کے مشہور و معروف مؤرّخ، فقیہ، فلسفی اور سیاست دان تھے۔ ان کا مکمل نام ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون تھا۔ وہ تیونس میں پیدا ہوئے اور تعلیم سے فراغت کے بعد تیونس کے سلطان ابوعنان کے وزیر مقرر ہوئے، تاہم درباری سازشوں سے تنگ آ کر حاکم غرناطہ کے پاس چلے گئے۔ یہ سرزمین بھی راس نہ آئی تو مصر آ گئے اور جامعۃ الازھر میں درس و تدریس پر مامور ہوئے۔ مصر میں انھیں فقہ مالکی کا منصبِ قضا تفویض کیا گیا۔ اسی عہدے پر انھوں نے وفات پائی۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ مقدمہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مقدمہ تاریخ، سیاست، عمرانیات، اقتصادیات اور ادبیات کا گراں مایہ خزانہ ہے۔

ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور مجوّزہ تعلیمی نصاب پر دسترس حاصل کر لی۔ نصاب میں قرآنِ مجید، حدیثِ نبوی، علم کلام، نحو، ریاضی، فلسفہ اور منطق وغیرہ شامل تھے۔ سترہ (17) سال کی عمر میں تیونس شہر میں طاعون کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کے والدین اور اکثر اساتذہ انتقال کر گئے۔ اس کے بعد انھوں نے والی تیونس کے دربار میں کاتب کی حیثیت سے اپنی معاشی اور دیگر مجبوریوں کے تحت ملازمت حاصل کی۔ ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ بلند خیالات اور امنگوں کے مالک تھے اس لیے یہ نوکری پسند نہیں تھی، جس کی وجہ سے وہ تیونس چھوڑ کر مراکش میں جا بسے۔

ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی علمی خدمات کو تین مختلف پہلوؤں پر جانچا جاتا ہے۔ اول: مؤرّخ و تاریخ نویس کی حیثیت سے، دوم: فلسفہ و تاریخ کے بانی کی حیثیت سے اور سوم: عمرانیات کے امام اور ماہر کی حیثیت سے۔ ابن خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کو تاریخ اور فلسفۂ تاریخ اور عمرانیات (سوشیالوجی) کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن خلدون کی مشہور تصانیف میں کتاب العبر اور مقدمہ ابن خلدون ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے تیونس اندلس اور مصر میں عمر گزاری۔ چوہتّر (74) برس کی عمر 808ھ میں قاہرہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ علامہ ابنِ خلدون ایک خاص طرزِ تحریر کے حامل فرد تھے۔ آپ کی تحریروں میں ادب کا غلبہ تھا، جس کی وجہ سے وہ لوگوں کی دل چسپی کا باعث بنیں۔

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) علامہ ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کس ملک کے سلطان کے وزیر مقرر ہوئے؟

(الف) تیونس　　(ب) مراکش

(ج) مصر　　(د) نائجیریا

(ii) علامہ ابنِ خلدون رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ ہے:

(الف) فلسفہ　　(ب) فقہ

(ج) علم الانساب　　(د) شاعری

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

(iii) ابن خلدون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے:

(الف) مقدمہ ابن خلدون (ب) الاتقان فی علوم القرآن

(ج) سیر اعلام النبلاء (د) تفسیر جلالین

(iv) امام شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا سنِ وفات ہے:

(الف) ۵۹۰ ہجری (ب) ۵۹۲ ہجری

(ج) ۵۹۴ ہجری (د) ۵۹۶ ہجری

(v) امام جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی تصانیف کی تعداد ہے:

(الف) دو سو سے زائد (ب) تین سو سے زائد

(ج) پانچ سو سے زائد (د) سات سو سے زائد

2۔ **مختصر جواب دیں:**

(i) علامہ ابن خلدون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی وجہ شہرت کیا ہے؟

(ii) علامہ ابن خلدون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا پورا نام کیا تھا؟

(iii) علامہ ابن خلدون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے افکار تحریر کریں۔

(iv) امام شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی تصانیف کے نام تحریر کریں۔

(v) امام سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی کوئی سی دو تصانیف کے نام تحریر کریں۔

3۔ **تفصیلی جواب دیں:**

(i) علامہ ابن خلدون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے مختصر حالات تحریر کریں۔

(ii) علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی علمی خدمات پر نوٹ لکھیں۔

(iii) علامہ شاطبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے حالاتِ زندگی تحریر کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ مذکورہ شخصیات کی تصانیف اور مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں، جن میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، تصانیف اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر کمرا جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔

☆ مذکورہ علما و مفکرین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں، جن میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش و القابات، تصانیف اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not for Sale

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(1) خود اعتمادی و خود انحصاری

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ خود اعتمادی و خود انحصاری کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- ☆ خود اعتمادی و خود انحصاری کی اہمیت و فضیلت سمجھ سکیں۔
- ☆ اُسوۂ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی روشنی میں خود اعتمادی و خود انحصاری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- ☆ خود اعتمادی و خود انحصاری کی مختلف صورتوں اور ان کے اسباب سے واقف ہو سکیں۔
- ☆ خود اعتمادی و خود انحصاری کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ خود اعتمادی و خود انحصاری اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- ☆ اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی و خود انحصاری کا جذبہ پیدا کر سکیں۔

خود اعتمادی اور خود انحصاری کا لفظی معنیٰ اپنے آپ پر اعتماد اور انحصار کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اپنی صلاحیتوں کو پہچاننا، ان کا ادراک کرنا اور اپنی قوت و طاقت پر بھروسا کرنا خود انحصاری کہلاتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری بہترین وصف کا نام ہے۔ جو بھی شخص بڑے کام انجام دینا چاہتا ہے، اس میں اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ خود اعتمادی انسان کا وہ وصف اور طرزِ عمل ہے جو انسان کے لیے عظیم مقاصد کا حصول ممکن بنا دیتا ہے۔ خود اعتمادی اور خود انحصاری انسان کے اندیشوں، خوف اور شک کو دور کر کے انسان میں اعتماد اور امید پیدا کرتی ہیں اور انسان کی جدوجہد، کوشش اور کامیابی کے امکانات کو روشن کر دیتی ہیں جس سے کامیابی کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

اسلام انسان کو جن اخلاق اور اوصاف کے اپنانے کی تلقین کرتا ہے، ان میں عزم و ہمت، حوصلہ اور خود اعتمادی اور خود انحصاری سرِ فہرست ہیں۔ اسلام انسان کو کم ہمتی اور مشکلات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے اور انسان کو عزم و ہمت سے کام لینے اور اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کا درس دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (سُوْرَۃُ آلِ عمران: 159)

ترجمہ: جب آپ (کسی بات کا) عزم کر لیں تو اللہ پر توکّل کیجیے۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم کی قرآن مجید میں جو صفات ذکر کی ہیں، ان میں ایک توکل علی اللہ بھی ہے۔ اہلِ ایمان پر جب مشکلات آتی ہیں تو وہ کم ہمت نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے خوف کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ ہمت اور حوصلے سے مشکلات کا سامنا کرتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصاری کا درس دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ طیبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو بے شمار مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، لیکن بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے عزم و ہمت اور خود اعتمادی کو ختم نہ کر سکی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اپنے مقصد سے دور نہ کر سکی۔ آپ نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی ہمت نہیں ہاری اور اپنی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے تمام مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ غزوۂ بدر ہو یا غزوۂ احد، خندق ہو یا حنین، تمام غزوات میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خود اعتمادی اور خود انحصاری سے کام لیتے ہوئے عزم و ہمت اور استقلال کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو فتح و کامرانی عطا فرمائی۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی ہمیں خود اعتمادی و خود انحصاری سے بھرپور نظر آتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی 53 سالہ مکی اور دس سالہ مدنی زندگی کا ہر لمحہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کا مرقع نظر آتا ہے۔ عمومی تناظر میں جب عام انسانوں میں خود اعتمادی کے عنصر کا جائزہ لیا جائے تو یہ مقدس جذبہ بعض شخصیات میں تکبّر جیسے منفی جذبات میں ملوث نظر آتا ہے۔ لیکن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خود اعتمادی میں عجز و انکسار کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر عالم یہ تھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا سرِ انور جھکا ہوا تھا اور سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے، مگر رُعب و دبدبہ قائم تھا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری جانب اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چاروں طرف جوش میں بھرا لشکر تھا۔ لشکر کی شان و شوکت کو دیکھ کر ابوسفیان نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمھارا بھتیجا تو بادشاہ ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تیرا برا ہو اے ابوسفیان یہ بادشاہت نہیں، بلکہ نبوّت ہے۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سورۃ الفاتحہ کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر اونٹنی کے کوہان سے لگ جاتا تھا۔

خود اعتمادی و خود انحصاری اگر تکبّر و غرور جیسے منفی جذبات سے خالی اور مثبت فکر سے بھرپور ہو تو انسان ہر قدم پر کامیاب ہوتا ہے۔ لوگ اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ایسا شخص لوگوں کے لیے نمونے کی حیثیت کا حامل فرد بن جاتا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درس دیا کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی دوسروں کی طرف دیکھنے اور ان سے امید رکھنے کے بجائے اپنی صلاحیتوں پر بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان مشکلات سے نکلنے کا راستہ دکھا دے گا۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک بھیک مانگنے والے شخص کو بلا کر اسے محنت اور زورِ بازو پر بھروسا کرنے کا سبق دیا، اس کا سامان فروخت کروا کر اسے محنت اور زورِ بازو سے کما کر کھانے کی ترغیب دی۔

ہمیں زندگی میں بعض اوقات مشکلات اور مالی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاروبار میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسے مواقع پر خود انحصاری سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے مشکلات سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محنت اور جد جہد کو اپنا شعار بنائیں تا کہ ہم کامیابی کی منزل تک پہنچ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) فَاِذَا عَزَمْتَ میں جس عمدہ صفت کا ذکر ہے:

(الف) سچائی و دیانت داری (ب) خود اعتمادی و خود انحصاری (ج) صبر و تحمل (د) باہمی ہمدردی

(ii) اللہ تعالیٰ نے خود اعتمادی اور خود انحصاری کے ساتھ تلقین کی:

(الف) صبر و تحمل کو (ب) عجز و انکسار کی (ج) باہمی تعاون کی (د) اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی

(iii) انسان کو خود اعتمادی اور خود انحصاری کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبّر سے بچاتا ہے:

(الف) توکل (ب) صبر (ج) سچ (د) تحمل

(iv) انسان اپنے معاملات احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے:

(الف) مال و دولت سے (ب) تعلقات کی بدولت (ج) انصاف کی وجہ سے (د) خود اعتمادی کے سبب

(v) کسی بھی قوم کی اجتماعی عزت و آبرو کا سبب بنتی ہے:

(الف) تجارت (ب) غربت (ج) سیر و سیاحت (د) خود اعتمادی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) خود اعتمادی و خود انحصاری کا مفہوم تحریر کریں۔

(ii) خود اعتمادی و خود انحصاری کے دو معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

(iii) خود انحصاری کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) خود اعتمادی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) خود اعتمادی و خود انحصاری سے متعلق نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے ایک مثال تحریر کریں۔

(ii) خود اعتمادی و خود انحصاری کس طرح انسان کو ترقی یافتہ بناتی ہے؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

☆ طلبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کے مختلف پہلوؤں کی فہرست بنائیں۔

☆ طلبہ خود اعتمادی اور خود انحصاری کے فوائد پر مشتمل فلیش کارڈ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کے مابین خود اعتمادی اور خود انحصاری کے موضوع پر کمرا جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

(2) جسمانی و ذہنی صحت اور جسمانی ریاضت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- ☆ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جسمانی ریاضت اور ذہنی صحت کی فضیلت جان سکیں۔
- ☆ یہ سمجھ سکیں کہ جسمانی ریاضت صحت مند معاشرے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔
- ☆ جسمانی ریاضت و ذہنی صحت اور کھیل کا باہمی تعلق سمجھ سکیں۔
- ☆ اسلام کی روشنی میں جسمانی ریاضت کی حدود و قیود جان سکیں۔
- ☆ جسمانی ریاضت کے ذہنی اور جسمانی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- ☆ جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں میں وقت کی پابندی، برداشت، ٹیم ورک (گروہی کام) اور نظم و ضبط کو شامل کر سکیں۔
- ☆ جسمانی ریاضت کے مختلف اصولوں اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے وقت کے ضیاع سے بچ سکیں۔
- ☆ جسمانی ریاضت و ذہنی صحت کا باہمی تعلق اور اہمیت سمجھتے ہوئے اپنی جسمانی اور ذہنی صحت کا خیال رکھ سکیں۔

دینِ اسلام انسانی زندگی کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے۔ دینِ اسلام نہ صرف انسان کی روحانی اصلاح اور تربیت کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے بلکہ انسان کے مادی وجود کی بہتری اور جسمانی صحت کے لیے بھی راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے پیشِ نظر ایسے معاشرے کی تشکیل ہے، جس کے تمام شہری صحت مند، توانا اور جسمانی طور پر مضبوط ہوں، اسی لیے اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ انسان کے جسم اور صحت کے حوالے سے بھی بنیادی تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں راہ نمائی اور سربراہی کے لیے صحت اور علم کو فوقیت دیتے ہوئے فرمایا:

وَزَادَهٗ بَسۡطَةً فِي الۡعِلۡمِ وَالۡجِسۡمِ (سُوْرَۃُ البقرۃ:247) ترجمہ: اور (اللہ نے) اُسے علم اور جسم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔

صحت مند انسان اور صحت مند دماغ اللہ ربّ العزت کی طرف سے انسان کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرنا انسان کا اوّلین فرض ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

”دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔“ (صحیح البخاری:6412)

اسلام میں انسان کی جسمانی صحت کی اہمیت اس قدر ہے کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے جسمانی طور پر کمزور اور توانا شخص کو کمزور شخص سے بہتر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ (صحیح مسلم:6774)

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

ترجمہ: طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔

انسانی صحت کی اسی اہمیت کی وجہ سے بہت سی ایسی تعلیمات ہیں، جن سے انسان کو ورزش کی تلقین ملتی ہے، کیوں کہ ورزش ایک ایسا عمل ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے۔ ورزش کا ایک طریقہ کھیل کود ہے، چناں چہ اسلام ایسے تمام کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جس سے انسانی جسم صحت مند رہتا ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے گھڑ سواری، نیزہ بازی، تیراندازی، دوڑ، کشتی اور تیراکی وغیرہ کی ترغیب دی ہے۔ یہ تمام کھیل جسمانی ریاضت میں شمار ہوتے ہیں، جن سے انسان کی جسمانی و ذہنی صحت بہتر ہوتی ہے۔

جسمانی ریاضت ہی صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش اور جسمانی صحت انسانی جسم کو متوازن کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی پٹھوں کی نشوونما میں بھی مدد کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انسانی جسم میں خون کی پیداوار بڑھتی ہے، اسی طرح ورزش جسم میں آکسیجن کی سطح اور خون کے بہاؤ کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔ ورزش انسانی صحت کی ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے بہت مفید اور صحت مند معاشرے کی بنیاد ہے۔ ورزش کے علاوہ کھیل بھی جسمانی ریاضت اور اس کے نتیجے میں انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے لیے بہت زیادہ فائدے کا باعث ہے۔ کھیل کا انسان کی جسمانی و ذہنی صحت کے ساتھ براہِ راست تعلق ہے، کیوں کہ کھیل کے میدان میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے اور ذہن کو ہر وقت استعمال کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھیل سے جب انسانی جسم صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کے اثرات انسانی دماغ پر بھی مرتب ہوتے ہیں، کیوں کہ صحت مند جسم ہی صحت مند دماغ کی ضمانت ہے۔

انسانی جسم کے لیے جسمانی ریاضت اور ورزش کی اہمیت کے پیشِ نظر اسلام نے مختلف کھیلوں اور ورزش کی تلقین کی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کئی مواقع پر جسمانی ریاضت کی حوصلہ افزائی فرمائی، جس سے جسمانی ریاضت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ نیزہ بازی کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ دوڑ بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے گھڑ سواری کی بھی ترغیب دلائی ہے گویا ایسے تمام کھیل اور جسمانی ریاضت جس سے انسانی صحت کو فائدہ ملتا ہو اور وہ اسلام کی عمومی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ اسلام ایسے تمام کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، کیوں کہ جسمانی ریاضت اور ورزش انسان کے ذہن و جسم پر بہت اچھے اثرات مُرتّب کرتی ہے۔ ورزش سے انسانی جسم میں بیماریوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ ورزش انسانی جسم میں بیماری کے خلاف قوتِ مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔ ورزش کرنے سے ذہن و دماغ پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے انسان کے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔

جسمانی ریاضیت کا ایک پہلو اخلاق سنوارنا بھی ہے، جس طرح کھانے پینے میں توازن رکھنا، پانی بیٹھ کر پینا، سانس لے کر پینا، کھانا بیٹھ کر کھانا اور کھانا کھاتے ہوئے بھوک رکھ کر کھانا، غذائی اعتبار سے کھانے پینے کی چیزوں کو استعمال کرنا اور ان کی حفاظت کرنا، جہاں جسمانی و ذہنی صحت کا سبب بنتا ہے، وہاں جسمانی ریاضت اچھے اخلاق کی ضمانت بھی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ورزش اور کھیلوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کھیلوں میں حصہ لینے سے ہماری زندگی میں برداشت، پابندیِ وقت اور نظم و ضبط پیدا ہوگا اور اس کے ہماری زندگی پر نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔

Web Version of PCTB Textbook Not For Sale

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) اسلام نے انسانی جسم کو صحت مند و توانا رکھنے کے لیے ترغیب دی ہے:

(الف) جسمانی ریاضت کی (ب) مال خرچ کرنے کی

(ج) معاف کرنے کی (د) صلہ رحمی کی

(ii) کون سا مومن بہتر قرار دیا گیا ہے؟

(الف) مال دار (ب) طاقت ور (ج) کمزور (د) مفلس

(iii) جسمانی ریاضت سے مضبوط ہوتے ہیں:

(الف) ہاتھ (ب) پاؤں (ج) پٹھے (د) ٹخنے

(iv) حدیث مبارک میں دو چیزوں کو بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے:

(الف) صحت اور فراغت (ب) مال اور دولت (ج) کھیل اور فراغت (د) ورزش اور مصروفیت

(v) حبشی صحابہ کون سے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے؟

(الف) نیزہ بازی و گھڑ سواری (ب) رسہ کشی (ج) کبڈی (د) سیر و سیاحت

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) جسمانی ریاضت سے کیا مراد ہے؟

(ii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کون سے کھیلوں کی ترغیب دی ہے؟

(iii) جسمانی ورزش کے ہمارے جسم پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

(iv) کن دو چیزوں کو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بڑی نعمت قرار دیا ہے؟

(v) ہمیں اپنی جسمانی و ذہنی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) جسمانی و ذہنی صحت کی اہمیت بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

☆ جسمانی و ذہنی صحت کے متعلق احادیث تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔

برائے اساتذہ کرام

☆ طلبہ کو حفظانِ صحت کے اصولوں پر مبنی معلومات پر مشتمل کوئی دستاویزی فلم دکھائیں، تاکہ وہ جان سکیں کہ اپنی صحت کا خیال کیسے رکھ سکتے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook
Not For Sale

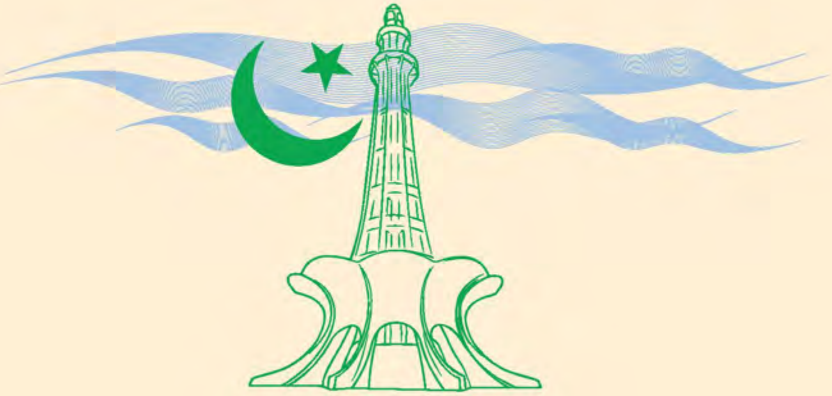

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد   کِشورِ حسِین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان   ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام   قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت   پایندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہِلال   رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال   جانِ اِستقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور